الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب در حالات جناب غوث الاعظم
حضرت پیران پیر دستگیر سید عبد القادر گیلانی الموسوم بہ
صداقت الکرامات
۱۲۸۶
المشتہر بہ
محفل سترہوین
من تصنیفات شاعر خوش فکر و خوش بیان فصیح زبان صاحب دیوان جناب
شیخ عبد القادر صاحب المتخلص بہ وفا سلمہ اللہ تعالیٰ
باہتمام جناب قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب بلبندری در مطبع محمدی بمبئی طبع شد ۱۲۸۸
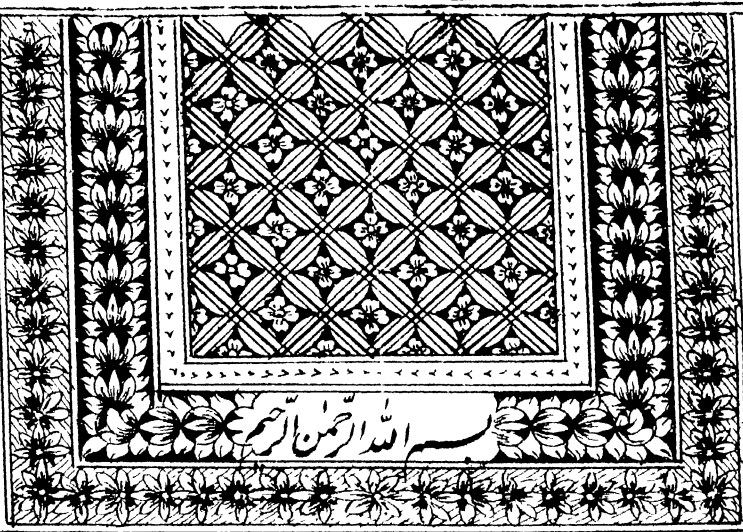
سپاس و شکر حق کو ہی سزاوار — جو ہی بے عیب اور ستّار و غفّار

وہ خالق سب کا ہی معبود ہی وہ — جدھر دیکھو اُدھر موجود ہی وہ

وہ مالک ہے زمین و آسمان کا — وہ خالق ہی وہ رازق ہی جہان کا

اُسی کو کبریائی ہی سزاوار — اُسی کو بس خدائی ہی سزاوار

کیا عالم کو اُسنے کُن سے اظہار — وہ ہی قادر وہ ہے قدرت کا مختار

زمین و آسمان کا ہی شہنشاہ — اُسی کے حکم مین ہین مہر اور ماہ

فلک کو بے ستون اُس نے بنایا — زمین کا فرش پانی پر بچھایا

کئے پیدا اُسی نے عرش و کرسی — بنے لوح و قلم قدرت سے اُسکی

کئے پیدا جبال اوتاد اُس نے	کئے پست و بلند ایجاد اُس نے
بدی کا بھی اُسی سے ہے نیکی بھی اُسی سے	اُسی سے عزت اور خواری بھی اُسی سے
وہی ہے مالکِ تقدیر خالق	اُسی نے کی ہے پیدا سب خلائق
اُسی سے تازہ ہے گلزار عالم	اُسی کی حمد میں بلبل ہے ہر دم
زبانِ غنچہ اُسکی ہے ثنا خوان	لبِ گلبرگ ہین مدحت مین جنبان
مقرِ وحدت کا اُسکی ہو گیا جب	ملی سروِ چمن کو راستی تب
کیا پیدا اُسی نے انبیا کو	تمامی اصفیا اور اتقیا کو
وہی مشکل مین سب کا ہے مددگار	نہین اُسکے سوا مونس ہے زنہار
ہوا طوفان مین حامی نوح کا وہ	نگہبان الغرض سب کا رہا وہ
خلیل اللہ کو آتش سے چھڑایا	کلیم اللہ کو پانی سے بچایا
نظر اُسکے کرم پر ہے ہماری	کہ ہم ہین مستحقِ رحمِ باری
ہمارا گر سرِ ہر مو زبان ہو	ادا کب حمدِ خلّاقِ زمان ہو

نعت سرورِ جملہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نبی وہ یعنی شمعِ بزمِ عرفان	ضیائے دیدۂ اربابِ ایمان

مہِ اوجِ نبوت شاہِ لولاک — بنے جسکے سبب یہہ ارض و افلاک

خدا کا برگزیدہ فخرِ آدم — شفیعِ عاصیان سردارِ عالم

مکینِ لا مکان عالی مراتب — رفیع المنزلت والا مناقب

تمامی انبیا کا دُرّۃ التاج — شہنشاہون نے کُل اُسکو دیا باج

وُہ سالارِ گروہِ مُرسلان ہے — وہ سرخیلِ تمامی مُقبلان ہے

وُہ سرور ہے تمامی اصفیا کا — سرامد ہے گرُوہِ اتقیا کا

مکانِ لامکان اُسکا مکان ہے — وہ بیشک سیدِ والا مکان ہے

ہوئی معراج اُس عالی مکان کو — بلایا عرش پر اُس جانِ جان کو

مَقامِ قابَ قوسَین اُسنے پایا — یہہ اِک ادنیٰ ہے اُس سرور کا پایا

خطاب اُسکو ملا ہے مصطفےٰ کا — وُہ بیشک برگزیدہ ہے خُدا کا

شجر نے اُسکے آگے سر جُھکایا — بتون نے وصف اُسکا لب پہ لایا

کیا شق القمر شمس الضحیٰ نے — دکھایا معجزہ بدُر الدجیٰ نے

بہا کر چشمہ اپنی انگلیون سے — کئے سیراب لشکر کے پیاسے

غرض اعجاز اُسکے ہین ہزارون — بشر کی کیا ہے طاقت جو رقم ہون

خدا مداح ہے قرآن مین اُسکا — ہر اک جا ذکر ہے فرقان مین اُسکا

تورِیت

زبور انجیل مین ہی مدحِ اصحاؔ | ثنا توریت مین ہی انکی بیحد
پڑھو صلوات اب اُس بادشا پر | اور اسکے آل و اصحابِ ہدا پر
فضیلت اُن کی ہی قرآن مین مسطور | گنا ہو نکے ہوئے خوش اطوار ہین دو
کرو اُن کی اِطاعت جان و دل سے | رہو اِی مومنو مداح اُن کے
رکھو دل صاف اُن سے اے محبّو | رسول اللہ کے کہنے سے کو ما نو
رکھو اُن کی محبت دلمین ہر دم | دو عالم مین رہو گے شاد و خورم

سبب تالیف کتاب

مین اِک شب گوشۂ عزلت مین تنہا | ہو فارغ غم سے بیٹھا تھا اکیلا
جہان کی فکر میرے دل سے تھی دو | مئی یادِ خدا سے مین تھا مسرور
کمندِ غم سے مرغِ دل تھا آزاد | بشکلِ گل تھا خندان خورم و شاد
کبھی کرتا تھا قرآن کی تلاوت | کبھی صلوٰت پڑھتا با فراغت
کبھی کرتا تھا وردِ کلمۂ پاک | کبھی کرتا تھا نعتِ شاہِ لولاک ؐ
کبھی تھا شغلِ وصفِ آلِ اطہار | کبھی مداحِ اصحابِ خوش اطوار
کبھی صدیق اکبر کی صداقت | عمرؓ فاروق کی گاہے عدالت

حیا و حلم عثمانِ خوش اطوار
لکھے حسنینؓ کا حالِ شہادت
لکھے حالِ جنابِ قطبِ ابرار
کتبہائے سیر مین دیکھتا تھا
ہوا اتنے مین مجھکو غلبۂ خواب
تھی اُس شب گیارہوین غوث الورا کی
عجب وہ شب تھی یارو فرحت اندوز
ہوا اُس خواب سے جب صبح بیدار
کہ سترہوین جو ہے غوث الورا کی
رہے ذکرِ ثنائے غوثِ اعظم
پڑھین احباب سترہوین کو مل سب
رہے جاری یہہ چرچا دوستو نہین
تمھین بھی دیگا اِس کا اجر باری
وہین تب کرکے خالص لمین نیت
طلب کرکے مدد غوث الورا سے

شجاعت شاہِ مردان کی بتکرار
بزرگی فاطمہؓ کی با عقیدت
کرشمے جو ہوئے اُنسے نمودار
بصد دل سیر اُن کی کر رہا تھا
تو آئی نیند اسدم مجھکو احباب
مہِ اوجِ شرف شاہِ ہدا کی
کہ جبکو دیکھکر تھا منفعل روز
کہا تب مجھکو میرے دل نے اکبار
وہ شب بھی اب نہ جانے پائے خالی
لکھو اک مجلسِ قطبِ دو عالم
حسنینؓ کے مناقب اہلِ دل سب
رہے مذکور شہ کا دوستو نہین
رہیگی بعدِ مُردن یادگار یہ
جھکا سر مثلِ خامہ با عقیدت
توجہ سے بصد صدق و صفا سے

رقم کی محفلِ قطب زمان یہہ
الٰہی ہو پسندِ کل جہان یہہ

میری کیا یہہ سنی ہو مشکور یارب
پڑھیں خرد و کلان پیر و جوان سب

اسے مقبول کر خلاقِ عالم
اسے مشہور کر رزاقِ عالم

بحقِ مصطفیٰ و آل و اصحاب
بحقِ قطبِ دین شاہِ خوش القاب

پڑھو صلوات یارو مصطفیٰ پر
کریگا رحم تمپر ربِ اکبر

مجلس سترہوین

قلم نخلِ گلستانِ سخن ہے
قلم گلچینِ بستانِ سخن ہے
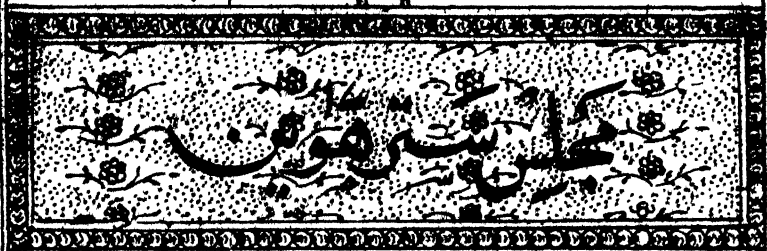
قلم ہے رنگِ گلزارِ معانی
قلم ہے زیبِ باغِ خوش بیانی

قلم سے سبز ریحانِ بیان ہے
تر و تازہ خیابانِ بیان ہے

قلم ناظم ہے اقلیمِ سخن کا
قلم سے ہے رونق اربابِ فن کا

قلم منشی طومارِ بیان ہے
قلم سے رازِ پنہان سب عیان ہے

قلم اللہ کا ہے واقفِ راز
قلم ہے خلقتِ خالق مین ممتاز

قلم کا مرتبہ یارو بڑا ہے
قلم نعتِ الٰہ حمدِ کبریا ہے

قلم ہو بلبلِ گلشن سا شادان
کرے ہے گلفشانی اِس طرح بیان

مناقب غوث کے کرتا ہے ترقیم
بگوشِ دل سنین اربابِ تفہیم

کہ شاہ اولیا ہین قطبِ عالم
تمامی اولیا ین ہین مکرم

کرامت انکی روشن ہے جہان سے
سپہرِ دین کے ہین مہرِ منور

ہزارون بانجھ کو بچے ہین بخشے
نکالے پکے انڈون سے ہین بچے

کئے بینا ہزارون کور شہ نے
ضعیفونکو کیا پُر زور شہ نے

اُٹھایا قبر سے مطرب کو گاتا
بشکلِ زندہ سارنگی بجاتا

ہزارونکی خطا بخشائی حق سے
مرادِ بندگان دلوائی حق سے

کیا اِک چور کو ابدال شہ نے
کیا بدخو کو فرخ فال شہ نے

معِ دولہ برات ایک کشتی
ہوئی تھی غرق حضرت نے تِرادی

ہوئے تھے بیس سال اسکو محبو
تھی مفقود الخبر دیکھو محبو

دعائے قطبِ بحر و بر سے حق نے
اُسے پہنچائی دریا کے کنارے

بنائے ایکسو چالیس بدکار
نگاہِ فیض سے ابدال و ابرار

وہ تھین جو لڑکیان بیس انکو لڑکے
کرامت سے بنائے قطبِ دین نے

عذابِ قبر سے لاکھون بچائے
حمایت کرکے آفت سے چھڑائے

تھی ستتر جا پہ دعوت پر وہ سرور
ودم افطار پہنچے سب جگہہ پر

ستتر جب ابو المعالی نے گنوائے
کیا جب یاد حضرت کو تو پائے

وبا بغداد مین پھیلی خبر ون تر
تو شتہ نے مدرسے کی گھاس دیکھی

گئے اچھے ہزارون مردِ بیمار
کرامت شہ کی یہہ بھی ہے نمود

ہزارون کی ولایت سلب کر دی
ہزارون کو ولایت بھی عطا کی

مگس بیٹھی نہ جسمِ قطبِ دین پر
پیمبر سا پسینا تھا معطر

ولی سب تابعِ فرمان ہین اُنکے
ہمیشہ حکم پر قربان ہین اُنکے

قدم ہے مصطفیؐ کا قطبِ دین پہ
اور اُنکا ہے قدم سب واصلین پہ

ہوئے جسوقت وہ سردار پیدا
نشان تھا دوش پر پائے نبیؐ کا

تھے سارے احمدِ مرسلؐ کے آثار
جنابِ غوثِ اعظم مین نمودار

وہ ایسے ذاتِ احمد مین فنا تھے
کہ گویا خود سراپا مصطفےٰ تھے

وہ عالیشان و عالی خاندان ہین
وہ عالیجاہ و عالی دودمان ہین

مقرب ہین جنابِ کبریا مین
وہ ہین مقبول درگاہِ خدا مین

خدا نے کی عطا قربت اُن کو
یقین حاصل ہے محبوبیت اُن کو

لقب محبوبِ سبحانی ہے اُنکا
سخن مقبول یزدانی ہے اُنکا

جنابِ مصطفیٰ کی آل ہین وہ
خدا کے دوست فرخ فال ہین وہ

وہ نورِ دیدۂ خیر الوریٰ ہین
دلِ زہرہ ہین جانِ مرتضیٰ ہین

حسن سرور کے وہ لختِ جگر ہین
حسینِ پاک کے نورِ نظر ہین

فروغِ شمعِ بزمِ اولیا ہین
چراغِ خانۂ کُل اتقیا ہین

تمام ابدالِ اور قطبِ زمانا
سمجھتے ہین اِنھین سردار اپنا

ذرہ اِس مہر سے ہُون منحرف گر
ولایت سے ہُون اپنی دُور یکسر

جسے بیعت ہی قطبِ بحر و بر سے
رہیگا امن مین نارِ سقر سے

جو ہی دِل سے مُریدِ پیرِ جیلان
کریگا مشکلین حق اُسکی آسان

نہ روزِ حشر کا کچھ اسکو ڈر ہی
نہ خورشیدِ قیامت سے خطر ہی

اُسے دیدار ہوگا کبریا کا
ملے گا مرتبہ جنّت مین اَعلیٰ

جو کچھ امید ہو بر آئے اُس کی
ہر اِک حاجت رَوا ہو جائے اُس کی

بیان کرتا ہُون اب مین وہ کرامت
ہوئی ظاہر جو ہی قبل از ولادت

مُجھکو ہی نوادرِ یہہ روایت
عجائب پُر کرامت ہے حکایت

بگوشِ جان سُنین از بابِ محفل
شکم مین ماں کے تھے جب شاہِ عادل

تو اُس نخلِ عطا کے والدہ کی
طبیعت بیر کو اِک روز چاہی

شجر کی سمت دل میں عزم کر کر
ہوئیں تشریف فرما وہ خوش اختر

بڑھایا چاہتی تھیں ہاتھ بے غور
جگر حضرت نے پکڑا انکا فی الفور

ہوا درد جگر تب ہاتھ کھینچا
ہٹیں وہ تھام کر اپنا کلیجا

ہوا جب درد کم تو پھر اٹھیں وہ
شجر کی سمت پھر بی گئیں وہ

بڑھایا ہاتھ تو پھر درد اٹھا
ہٹیں تب تھام وہ اپنا کلیجا

ہوا یوں تین باری درد ان کو
گئیں تب مرتبے چوتھے وہ خوشخو

تو بطنِ پاک سے دی شہ نے آواز
نہ ڈالو اس پہ ہاتھ اے امّ ممتاز

شجر پر سانپ اک زہری ہے بیٹھا
لپٹ کر شاخ سے موذی ہے بیٹھا

تم اپنا ہاتھ اگر ڈالو گے اسپر
تو وہ کاٹے گا ہو گا حال مضطر

سنی جب ماں نے یہہ آوازِ حضرت
ہوئیں حیران دل میں بے نہایت

نہ ہرگز رخ کیا پھر اس شجر پر
کیا شکرِ خدا مسرور ہو کر

یہاں سے اور ہے اک تازہ مذکور
وہ گلشن میں کرامت کے ہی مسطور

بایامِ حمل حضرت کی مادر
جنابِ فاطمہ ثانی مطہر

مکان میں اپنے تھیں تشریف فرما
کہ دروازے پہ اک درویش نے آ

کہا مفلس ہوں کچھ للہ دیجے
دلِ مغموم میرا شاد کیجے

اراده تب یہہ لین کرکے بی بی
اُٹھین لیکے وه برقعہ اپنے تہہ پہ
جب اُسنے گھر مین تنہا اُن کو پایا
چلا بی بی کے پیچھے تب وه بدخواه
تو بی بی کی نظر اُس پر پڑی وان
ہوئین روپوش و در بند کر کر
کھڑا تھا صحن مین درویش مردار
اور اُسنے ایک ہی حملے مین بس کام
جب اس احوال کو گذرے کئی سال
ہوئی جب عمر اُن کی ہفت سالہ
دکھائی آنکھ اُس نے جسم الہدا کو
کہا تب قطبِ دین نے مسکرا کر
ہمارا تمنے بالکل حقِ امداد
سُنی یہہ بات تب تو ماں نے ہو شاد
تمھارا جو رہا ہے ہمپہ باقی

سوالی ہے نہ در سے جائے خالی
جو حاضر تھا دیا سایل کو لاکر
خیال اُس چور کو چوری کا آیا
کہ پہنچا صحنِ خانہ مین وه گمراه
کہا یہہ مرد کیسا اجنبی یان
محافظ اپنا حق کو کر مقرر
ہوا از غیب شیر اک وان نمودار
کیا اُس دشمنِ بددین کا انجام
کہ پیدا ہو چکے وه ماهِ اجلال
تو اک دن والده نے ہو کے غصہ
میں اوجِ کرم مہرِ عطا کو
ہزار افسوس ہے افسوس مادر
نہ رکھا دل مین اپنے کچھہ ذره یاد
کہا وه کون سا ہے حقِ امداد
ہوئے یون حرفزن تب شاهِ عالی

تھے جب ہم بطن عصمت مین تمہارے | وہ سائل جو پلا ہمپا تھا پیچھے
ہمین تھے وہ جو شکل شیر نکبر | تمام اسکا کیا تھا کام یکسر
ہوئین مسرور مان نے یہہ سُنا جب | جبین شاہ کا بوسہ لیا تب
غرض اوصاف حضرت کے ہین بسیار | نہین گنجایش انکی اسمین زنہار
مگر حال ولادت قطب دین کا | مہ اوج شرف مہر یقین کا
رقم کچھ مختصر کرتا ہون اِسجا | سُنین خُرد و کلان ادنی و اعلی

بیان ولادت حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ

خوشی سے باغ باغ اب ہے طبیعت | بنا ہے دل مرا گلزار فرحت
گئی باد خزان آئی بہار اب | چمن مین گل سے خندان ہین ہزار اب
بہار اب گلشن ہستی مین آئی | صبا مژدہ خوشی کا آج لائی
ہوا اب سرخرو ہر اک گل باغ | مٹا لالہ کے دل سے غم کا اب داغ
عروسان چمن پر بھی ہے جوبن | تر و تازہ ہے سب گلزار و گلشن
شجر سرسبز ہین پھولے پھلے ہین | قبائے سبز پہنے سب کھڑے ہین
خوشی سے ہین نہال اب کل چمن مین | شگفتہ ہو گئے سب گل چمن مین

بہار جان فزا آئی جہان مین — کرے ہے نغمہ بلبل بوستان مین

قضائے گلشنِ کشف و کرامت — کھلا گلِ باغیچۂ جود و عنایت

جنابِ مصطفےٰ کے باغ کا گل — گلستانِ جشن کا تازہ سنبل

نہالِ گلشنِ جانِ حسینی — دُرِ نایابِ عمانِ حسینی

جنابِ بضعۂ منّی کا دلبند — حبیبِ حق شہِ مردان کا فرزند

ہوا برجِ حمل سے آج اظہر — کیا اُس مہر نے عالم کو انور

نہ کیون جشنِ نوروزی ہر اک جا — ہُوا مہرِ کرامت آج پیدا

شرف اندوز ہونگے مومنین آج — سیہ رُو ہونگے جلکر اہلِ کین آج

ابو صالح کا جو نورِ نظر ہے — ولایت کے فلک کا جو قمر ہے

جہان مین ہو گیا وہ جلوہ فرما — ہر اک جا کیون نہ عالم ہو خوشی کا

ہُوا سطحِ زمین پُر نور سارا — ہر اک ذرّہ بنا مثلِ ستارا

کراماتین ولادت مین جو اظہار — ہوئین اُس شہ کی وہ اب سنیئے حضّار

ہوئے جسدن جنابِ غوث پیدا — مہ رمضان کا تھا اُس روز غرّا

دو شنبہ کا تھا دن اے اہلِ عرفان — ہوئے جیلان مین پیدا شہِ جیلان

سنہ تھے چار سو ہفتاد ہجری — ولادت پائے تب وہ شاہِ عالی

کوئی کہتا ہے اکثر دو سن تھا
یہہ پہلا قول ہے بڑی شہ کی کرامت
جناب فاطمہ ثانی مکرم
بڑی کا وہ زاہدہ اور عارفہ تھین
سن ان کا سال ترسٹھ کا تھا یار
برس ترسٹھ کی عورت کو کسی نے
کرامت غوث کی ہے یہہ محبو
سنو ای دیندار و دوسرا حال
نہین دودھ اس شہ دین نے پیا ہے
روایت اور ہے اسطرح آئی
نہ کچھ کہاتے نہ پیتے غوث اعظم
گذارا ماہ رمضان شہ نے ایسا
غرض اک روز کا ایسا بیان ہے
سبب سے ابر اور کالی گھٹا کے
تمامی ساکنان شہر جیلان

ہے نقطہ عشق و عاشق سے پیدا
سنو اے خوش نشان نیک نیت
جو ہین اُمّ جناب قطب اعظم
سعادتمند تھین اور صالحہ تھین
ولادت پائے تب وہ شاہ خوشخو
ہوا لڑکا نہین دیکھا نظر سے
زمانہ یاس کا تھا ورنہ یارو
ہوئے جسدن یہہ پیدا مہر اجلال
تھا رمضان اس سبب روزہ رکھا ہی
نہ سب رمضان مین رغبت دودھ پر کی
وہ سب دن صوم سے رہتے تھے خرم
ہوا تب شہر کے لوگو نمین چرچا
کرامت مہر جیلان کی عیان ہے
ہلال عید نہان تھا نظر سے
ہوئے خانہ محبوب سبحان

کرامت
کرامت
کرامت
کرامت

ہوئے مستفسر اگر ان کی ماں سے
کہ میں نے چاند تو دیکھا نہیں ہے
تو اس سے ہوتا ہے معلوم ایسا
سنا یہہ سب نے اور روزہ رکھا ہے
ہوا معلوم تب شاہ جلی ہیں
کراماتِ جنابِ شیخ ابرار

بیان حلیہ مبارک

سنو تم حلیۂ حضرت کا حال اب
کہ گندم رنگ تھے وہ شاہِ خوشخو
میانہ قد تھا شاہِ اولیا کا
بلند آواز تھی سلطانِ دین کی
دہن تھا چشمۂ فیض و ہدایت
تھے دندان گوہرِ نایاب واللہ
نظر شیدا ہوا ازباب بصر کی
ہوا جب آٹھواں سال انکو جاری
ہوئے مصروفِ تعلیم شہِ دین

کہا تب ام حضرت نے زبان سے
یہہ لڑکا دودہ بھی پیتا نہیں ہے
ہلالِ عید کل ہوگا ہویدا
ہلالِ عید کل ظاہر ہوا ہے
کہ مادرزاد یہہ بیشک ولی ہیں
لگیں ہونے تو اتر تب تو اظہار
کتابوں میں لکھا ہے اسطرح سب
کشادہ تھی جبیں پیوستہ ابرو
منور رخ تھا ماہِ اولیا کا
جبیں روشن تھی اس ماہِ مبین کی
زبان تھی ماہیِ بحرِ کرامت
تھے لعلِ لب عجب خوش آب واللہ
تھی ایسی خوبی اس رشکِ قمر کی
تو آئے خضر از فرمانِ باری
ولایت کے سکھائے انکو علم دین

ہوئے گوشہ نشین جسدن سے حضرت
ہوا دلمین خدا کا شوق پیدا
ہوا قطب زمان کو شوق خلوت
محبت کا ہوا بس ذوق پیدا

حکایت

حکایت ہے کسی نے شہ سے پوچھا
جناب قطب عالم نے کہا تب
جب اپنے گھر سے مین مکتب کو جاتا
مجھے وہ گھیر کے کہتے تھے سارے
وہ سب لڑکون سے کہتے تھے کہ لڑکو
یکایک ایکدن اک شخص آیا
یہہ لڑکا کون ہے تم جسکی تعظیم
فرشتون نے کہا تب اسکو ایسا
عظیم الشان یہہ عالیجاہ ہوگا
برس چالیس کے بعد اسکا بشر کا
یہہ تھا وہ شخص کامل مرد ابدال
روایت ہے یہہ شیخ بوالحسن سے

ولی کسطرح تمنے خود کو جانا
مجھے دسوان برس پورا ہوا تب
فرشتون کی جماعت رہ مین پاتا
ولی آتا ہے ہو جاؤ کنارے
ولی اللہ آتا ہے جگہہ دو
اور اسنے ان فرشتون سے یہہ پوچھا
کیا کرتے ہوا ے ارباب تکریم
ولی ہے یہہ خدا ئے دوسرا کا
تمامی اولیا کا شاہ ہوگا
کھلا احوال قطب دین پہ ایسا
فرشتون سے جو پوچھا شاہ کا حال
عمل یوسف کی شمع انجمن سے

جو مولانا صاحب عبد الصمد دانا
لقب ہی اُنکی مشتہر جنکا

اُنھون نے غوث کا حالِ کرامت
لکھا ہی اُن سے سُنکر با صداقت

کہا ایکدن وہ شہ برجِ ولایت
چراغِ خانۂ کشف و کرامت

مکان مین اپنے بیٹھے تھے بشوکت
کہ لیکر آئی لڑکا ایک عورت

کہا اُسنے کہ اے سلطانِ دوران
میرا لڑکا بہت ہی شہ پہلان

خدا کے واسطے حق اپنا اس کو
مین کرتی ہون معاف اشیاء خوشخو

رکھین نزدیک اپنے اسکو حضرت
سکھائین آپ اِسے علمِ ریاضت

قبول اُسکو کیا قطبِ زمان نے
ہوئی عورت وہ رخصت تب یہان سے

ریاضت کا دیا تب حکم شہ نے
ریاضت مین لگا مصروف رہنے

کئی دن بعد اُس لڑکے کی مادر
بوقتِ صبح آئی پیش بہروز

نظر سے جبکہ اُس لڑکے کو دیکھا
تو لاغر اور ضعیف الجسم پایا

مقابل غوثِ اعظم کے کھڑا ہی
وہ تنہا جو کی روٹی کھا رہا ہی

جو یون بدحال اُسکو دیکھ پایا
تو پانی اُسکی آنکھون مین بھر آیا

طعام اُسوقت مرغ و نان کھا رہے تھے
محبوب سے وہ بیلکر کھا رہے تھے

تھین اِک باسن مین کچھ ہڈیان سب
وہ بریان مرغ کی تھین استخوان سب

کہا غوث نے کہ نہیں آپ مرغی
یہہ با انصاف سے ہی کہو پیرور
سخن سنکے ہنسکر دیئے حکم پہر اسکا
خدا کے حکم سے مرغی اٹھی وہ
کہا اُس لڑکے سے تب غوث الورا نے
تو جو کچھ چاہے کہا وہی ہے مختار
جو مصروفِ ریاضت وہ رہیگا
رقم نفحات میں ہی یہہ روایت
وہ کہتے ہیں کہ اک دن پیشِ حضرت
پڑھوں کچھ حضرتِ غوث الورا سے
کتابِ فلسفہ بھی ساتھ میرے
بغیر از دیکھے اور پوچھے کیا یہہ
تو اِسکو ڈالدے پانی میں جا کر
گیا تب قصد میں نے یان جا کر
پھر اپنے ساتھ میں ہرگز نہ ہوگا

میرے فرزند کو بہجتی کی وہ [illegible]
کہلا دینا اسکو بہا یا تب تک
بڑھا کر ہڈیوں پہ ہاتھ رکھا
دعا میں پڑھا کر پھر بنے لگی وہ
مرا لڑکا جب اِس رتبے کو پہنچے
ولیکن اس تو ہی تاخیر درکار
تو ایسا مرتبہ حاصل کرے گا
تھے عالم بوالمظفر نیک سیرت
گیا میں کرکے دل میں یہہ ارادت
کہ وقفیت ہو علمِ فلسفہ سے
تو شاہِ غوث قطبِ دو جہان نے
کر بعد تحب کتابِ فلسفہ یہہ
دیا دھو ڈالا اسکو پانی لا کر
رکھونگا میں اسے اپنے نکالا
نظر سے نتیجہ حلق کو دیتا کا

ہوا افسوس مادہ نے میرے
بہت کچھ فائدہ اُس سے ہوا تھا
ارادہ جب کیا اُٹھنے کا مین نے
مجھے فرمایا تب سرور نے ایسا
دیا مین نے وہ نسخہ قطبِ دین کو
سفیدا ک تختہ تھا نسخہ وہ سارا
ورق پھر اسکے شیخِ اَولیا نے
کیا اِرشاد پھر اپنی زبان سے
وہین پھر مین نے لیکر اُسکو دیکھا
بہت خوشخط سے تھے سارے فضائل
یہہ صورت دیکھکر حیران ہوا مین
ہوا خوش الورا کا دل سے خادِم
وہان سے جب اُٹھا تو جو کہ تھا یاد
نہ اک حرف اُسکا بالکل یاد آیا
مُریدانِ شہ قطب زمان سے

کرامت

گنواؤن ہاتھ سے نسخہ وہ اپنے
وہ نسخہ تھا بہت محبوب دل کا
نہین اُٹھنے سکا مین اُسجگہہ سے
حوالے کر ہمارے نسخہ اپنا
تو کھولا اُسکو شاہِ دین نے خوش ہو
نہ باقی حرف اِک اُسمین رہا تھا
پھر اُسے ہاتھ سے اُسوقت اپنے
فضائل اِسمین قرآن کے ہین سارے
تو قولِ شاہ تھا ویسا ہی پایا
کلامُ اللہ کے مرقوم کامل
بشکلِ آئینہ ششدر رہا مین
نہایت اپنی حرکت سے ہوا نادِم
وہ بھولا سب نہ مطلق کچھ رہا یاد
خیال اُسکا نہ پھر دل مین سمایا
بیان اِک شخص کرتا ہی زبانی

کہ

کہ مین تھا خدمتِ حضرت مین مشغول
کیا کرتا تھا خدمت جی سے معقول

مین اکثر رات کو بیدار رہتا
نہ سوتا ایک پل ہشیار رہتا

سنو اِک رات کو قطبِ زمانہ
ہوئے گھر سے نکل باہر روانہ

خیال آیا میرے تب دل مین ناگاہ
کہ شاید رفع حاجت کو چلے شاہ

تو لوٹا مین نے پانی کا اُٹھایا
اور اُس بحرِ کرم کے پاس لایا

کیا کچھ اِلتفات اُسپر نہ شہ نے
وہان سے در پہ آئے مدرسے کے

مُقفّل خود بخود وہ در کھُلا تب
تو مین بھی شہ کے پیچھے ہو لیا تب

گمان یہہ تھا مجھے شاید کہ شہ کو
میرے آنے سے آگاہی نہین ہو

پھر آخر شہر کے در پر جو پہنچے
وہ در بھی کھل گیا تب آپہی سے

شہِ دین شہر سے جب نکلے باہر
تو مین بھی ساتھ تھوڑی دور چلکر

غرض ایک شہر مین ہم دونو پہنچے
نہ جانا کون سا تھا شہر مین نے

تھی اِک جہان سرا اُسمین شہِ دین
ہوئے داخل بصد اجلال و تمکین

وہان کچھ شخص بیٹھے تھے اُنھون نے
سلام اُٹھکر کیا شہ کو ادب سے

ستون کے آڑ مین مین بھی کھڑا تھا
تماشا سب نظر سے دیکھتا تھا

یکایک آئی اِک آواز غمناک
کہ جیسا کوئی روتا ہو المناک

گیا واپس وہان اک مرد آکر | جدھر سے آتی تھی آواز مضطر
اٹھا وہ دوش پر اک شخص لایا | بشر اک دوسرا ساتھ اسکے آیا
برہنہ سر لبون کے بال لنبے | وہ بیٹھا روبروئے غوث آکے
جناب غوث صمدانی نے خوش ہو | پڑھایا کلمۂ طیب تب اسکو
لبون کے بال بھی اسکے کترکر | کہا اسکا محمد نام خوشتر
وہ پیچھے شخصون سے بولے شاہ خوشخو | ہوا تھا حکم حق اسطرح مجھکو
تم اس مردے کی جا پر اس بشر کو | کرو قائم محمد نام رکھو
وہ سب بولے یہہ قبولا ہم نے فرمان | وہان سے پھر جناب قطب دوران
چلے اور مین بھی شہ کے پیچھے پیچھے | چلا اور شہر مین ہم دونون پہنچے
جو در تھا بند اسدم کھل گیا پھر | چلے تب مدرسے کا در کھلا پھر
ہوئے پھر بند دونون خود بخود در | وہانسے تب نکلکر دیکھے رہبر
ہوئے دولت سرا مین اپنی داخل | عبادت کر رہے تا صبح شاغل
سحر کو جبکہ مین پڑھنے کو آیا | تو خوف شاہ دین دل مین سمایا
کہا سرور نے مجھسے پڑھ سبق کو | تو مین نے عرض کی اے شاہ خوشخو
بیان فرمائیے وہ حال شب کا | کرم ہو میری تسلی شاہ والا

کہا

کہا تب سرو عالی مکان نے | غیاث الخلق قطب انس وجان نے
گیا تھا میں جہاں شب بحز دمند | تھا نام اس شہر کا شہر نہاوند
وہ تھے چھ آدمی از جم ابدال | بزرگ و پارسا تھے اور خوش افعال
وہ سردار انکا جو زور ہا تھا | جو صرف آہ و نالہ ہو رہا تھا
جو کاندھے پر اٹھا لایا تھا میت | تھے بو العباس خضر پاک طینت
پئے تجہیز و تکفین لائے تھے وہ | اسی باعث وہاں بس آئے تھے وہ
بشر وہ دوسرا جسکو کہ میں نے | پڑھایا کلمہ اسکا حال سن لے
وہ تھا اک کافر بے دین نصارا | وہ شہر روم کا تھا رہنے والا
ہوا تھا مجھکو ارشاد الٰہی | جگہہ اس مرد کی میں نے اسے دی
اسے واں خضر نے حاضر کیا تھا | مقابل اسلئے میرے کھڑا تھا
اسے میں نے مسلمان کر کے کامل | کیا ابدال کے زمرے میں داخل
عجب ہی مومنو شہ کی کرامت | عجب ہی شاہ کی چشم عنایت
کریں گر اک نگاہ مہربانی | تو ذرہ ہو وے مہر آسمانی
یہاں یہہ ہو گیا پورا کرشمہ | سنو اب دوسرا تازہ کرشمہ
جناب شیخ عالم ماہ جیلان | ولایت کے فلک کے مہر تابان

خدا کے برگزیدے حق رسیدے — جناب مصطفیٰ کے نور دیدے
مخاطب تھے سوئے وعظ و نصیحت — طریق حق کی کہتے تھے حقیقت
کہ اتنے مین قدم کتنے ہوا پہ — اُڑے سوئے فلک وہ دینکے سرور
یہہ فرماتے ہوئے اپنی زبان سے — کھڑا رہ اب نہ جا آگے یہان سے
کلامِ مصطفائی سُنکے جانا — یہہ کہکر آکے بیٹھے شاہِ دانا
مُریدون نے شہِ اکرم سے پوچھا — یہہ کیا تھا ماجرائے حیرت افزا
کہا یون حضرتِ قطبِ زمان نے — جنابِ خضرِ بو العباس وہ تھے
بہت تیزی سے جاتے تھے تو مین نے — کہا اُنسے کہ تیزی سے نہ چلئے
ذرا میرے سخن کو سنکے جانا — میری جانب کو رُخ اپنا پھرانا
اُڑا تھا اِس سبب سے مین ہوا پر — ہوئے حیران یہہ اہلِ بزم سنکر
ہر ایک نے شاہ کے چوما قدم کو — اور اپنے فرق پر رکھا قدم کو
کہا ہین آپ سچّے پیر واللہ — کرامت آپ کی برحق ہی یا شاہ
سنو راوی سے یہہ بھی ہی روایت — عجائب اور غرائب ہی حکایت
کرامت قطبِ عالم کی ہی اظہار — سنو یارو یہہ سننے کی ہی گفتار
جنابِ پیر قطبِ جن و آدم — ولایت کے فلک کے بدرِ اکرم

کرامت

کسی دن لیکے فقرا کی جماعت — گئے قبر و نبہ تھے بہرِ زیارت
جنابِ پاکِ حضرت شیخ حمّاد — وَلیِ باکمال و اہلِ ارشاد
کھڑے حضرت ہوئے انکی لحد پر — بہت سی دیر تک سر کو جھکا کر
گیا وقتِ سحر خورشید نکلا — ہوئی تب دھوپ سے گرمی نے پایا
وہاں سے جب پھرے وُہ ماہِ ابرار — عیاں تھے خرمی کے رُخ پہ آثار
ہَوا خواہوں نے قطب دین سے پوچھا — ہوئی کیوں وہ اتنی شاہِ والا
کیا اِرشاد یوں غوث الورا نے — سراجُ الاولیا شمعِ ہُدا نے
کہ ایسا ذکر ہے اِکدن کا یارو — بیان کرتا ہوں گوشِ دل سے سنلو
کہ اِکدن جُمعہ کو میں اور حمّاد — چلے تھے مسجدِ جامع کو ہی یاد
ہَوا اُسوقت کی ازبس خنک تھی — مِرے اندام میں جُبّہ تھا پشمی
مرے ہاتھوں میں اجزائے کتب تھے — چلے ہم پُل پہ دُونوں ساتھ ملکے
یکایک شیخ حمّاد ہی نے دَھکّا — دیا تب مجھکو اپنے دستِ چپ کا
وہیں میں گر پڑا پانی کے اندر — مگر پانی سے رکھّا ہاتھ باہَر
کہ تا جزوِ کتب وہ تر نہو جائیں — ورق اُنکے تمام اَبتَر نہو جائیں
وہاں سے الغرض حمّادِ ذیجاہ — روانہ ہو گئے یارونکے ہمراہ

پھر اُسکے بعد مین پانی سے نکلا ‏ — اُتارا اور جبّے کو نچوڑا

تعاقب مین چلا حمّاد کے تب ‏ — اور اُنکے پاس پہنچا دوستو جب

تو اُنکے دوستون نے مجھسے اُسدم ‏ — ظرافت کی کہا کچھہ ہوسکے خرّم

کہا حمّاد نے تب منع اُن کو ‏ — کہا اُس راز سے واقف نہ تم ہو

کہ مین نے اِمتحان اُنکا کیا تھا ‏ — نظر آئے تھے مجھکو کوہ آسا

نہین ہلتے تھے وہ اپنی جگہہ سے ‏ — زمین پر اِسقدر محکم کھڑے تھے

لحد مین آج مین نے اُسکو دیکھا ‏ — کہ پہنے سُرخ کپڑے ہی وہ بیٹھا

اور اُسکے سر پہ ہی یاقوت کا تاج ‏ — مُرصّع حُلیہ ہی پہنے ہوئے آج

طلائی ہاتھہ مین کنگن بھی ہین خوب ‏ — طلائی پا مین ہین نعلین مرغوب

وہ ہی اِک مسندِ شوکت پہ بیٹھا ‏ — مگر بیکار ہی ہاتھہ اُسکا سیدھا

تو پوچھا مین نے یہہ احوال کیا ہے ‏ — تمھارے ہاتھہ کو کیا ہو گیا ہے

کہا حمّاد نے یا شاہِ خوشخو ‏ — دیا تھا اس سے دھکّا مین نے تمکو

گرے تھے آپ پانی مین جو پُل سے ‏ — یہہ ہی وہ ہاتھہ ای سردار میرے

اگر ای قطبِ عالم تم سے ہو تو ‏ — دُرست اِسکو کرو اور مجھکو بخشو

دعا کی مین نے خلّاقِ زمان سے ‏ — خداوندِ زمین و آسمان سے

توانا

توانا ہو گئے تب شیخ حماد ہوا اچھا وہ ہاتھ انکا ہوئے شاد

ملایا ہاتھ مجھ سے تب خوشی ہو اسی دست مبارک سے محبو

اسی باعث ہوئی تھی دیر مجھکو بشاشت کا سبب یہہ تھا عزیزو

کہا جب غوث نے یہہ حال سارا ہوا بغداد کے لوگون مین چرچا

ہوئی سب شہر مین یہہ بات مشہور خبر یہہ ہوگئی نزدیک اور دور

مشایخ تھے بہت در شہر بغداد محبان جناب شیخ حماد

ہوئے اک جائے پر وہ جمع سارے حضور غوث مین آئے وہان سے

کہ تا اسکی کرین حضرت سے تحقیق کہ شک ہو دور اور ہو دلکو تصدیق

مگر ہیبت سے شاہ اولیا کی جلالت سے امام الاتقیا کی

مثال شمع تھے خاموش سارے نہین کہتے تھے کچھ اپنی زبان سے

کہا ناچار پھر حضرت نے سب کو کہ ای یاران حماد اب یہہ سنلو

مقرر تم کرو دو شخص کامل مشایخ پارسا ہون صاحب دل

جو کچھ مین نے کہا ہی ای محبو زبان سے وہ کہین تب سند ہو

کیا تجویز ان لوگون نے تب تو یہہ دو مردان کامل پارسا کو

ابو یعقوب یوسف ابن ایوب دگر ابن شعب کردی خوش اسلوب

یہہ دونون صاحب کشف وکرامات | تھے عالی قدر اور اصحاب حالات

جو کی وہان مہلت ہفتہ مقرر | کہ ہووے کیا زبان سے انکی اظہر

کہا تب غوث نے اپنی زبان سے | کرو جنبش نہ مطلق اب یہان سے

نہ ہو اس امر کی جبتک کہ تحقیق | سخن میرا نہ جبتک پائے تصدیق

نہ اُٹھنا چاہیے ہرگز یہان سے | نہ باہر پاؤن رکھنا اس مکان سے

سر اقدس جھکایا قطب دین نے | اُنھون نے بھی جھکایا سر کو اپنے

وہین اک دفعتہً آواز آئی | کہ باہر مدرسے کے دی سنائی

تو کیا سب لوگ اسدم دیکھتے ہین | کہ یوسف اہل ہمدان آرہے ہین

وہ باہر سے چلے آتے ہین دوڑے | وہ دروازے پہ پہنچے مدرسے کے

وہ فرمانے لگے اپنی زبان سے | کہ مجھکو خالق ارض وسمانے

دکھایا حضرت حماد کو آج | اُنھون نے یون کہا ارشاد ہو آج

کہ یوسف مدرسے مین جا بجلدی | جماعت ہے وہان شیخون کی بیٹھی

تو ان سے کہہ کہ جو قطب زمان نے | وہ حق ہے جو کہا اپنی زبان سے

سخن یہہ کہہ رہے تھے وہ کہ اکبار | ہوئے تب عبد رحمن بھی نمودار

کہ وہ بھی دوڑے آئے شاہ کے پاس | کہا یون غوث سے ای افضل الناس

جو یوسف

جو یوسف نے کہا ہی وہ بجا ہی
نہین اثبات مین کچھ شک ذرا ہی

یہہ سنکر ہوگئی سب کی تسلی
کہا سچ ہی کرامت قطب دین کی

ہوئے وہ قائل غوث الورا سب
ہوئے قطب دو عالم پر فدا سب

یہان سے اور اک طرفہ بیان ہے
کرامت ماہ جیلان کی عیان ہے

کہ اک روز ایک سوداگر خوش اختر
قریب شیخ حماد آیا چل کر

لگا وہ عرض کرنے باادب ہو
اجازت شام جانے کی مجھے د…

جو ہین یہہ سات سو نزدیک دینار
کرونگا ان سے جاری اپنا بیو…

جناب شیخ حماد اسکو بولے
اگر اس سال جاویگا یہان س…

تو لوٹا اور مارا جائے گا تو
ضرر ہوگا بہت پچھتائے گا …

سنا جب یہہ کلام شیخ حماد
ہوا تاجر بہت مغموم و ناشا…

نہایت دلمین رنجیدہ ہوا وہ
المناک اور غمدیدہ ہوا و…

سراسیمہ وہان سے ہوکے نکلا
جناب قطب دین کے پاس آ…

بیان قصہ کیا غوث الورا سے
کیا اظہار حال اس پیشوا …

جناب غوث نے فرمایا اسکو
سلامت آئیگا مغموم مت ہ…

نہ کر کچھ خوف مین ہون ضامن اسکا
تجارت کے لئے بیخوف تو ج…

یہہ دونون صاحبِ کشف و کرامات
تھے عالی قدر اور اصحابِ حالات

جو کی وہان مہلتِ ہفتہ مقرر
کہ ہووے کیا زبان سے انکی اظہر

کہا تب غوث نے اپنی زبان سے
کرو جنبش نہ مطلق اب یہان سے

نہ ہو اِس امر کی جبتک کہ تحقیق
سخن میرا نہ جبتک پائے تصدیق

نہ اُٹھنا چاہیئے ہرگز یہان سے
نہ باہر پاؤن رکھنا اِس مکان سے

سَرِ اقدس جھکایا قطبِ دین نے
اُنھون نے بھی جھکایا سر کو اپنے

وَہین اِک دفعۃً آواز آئی
کہ باہر مدرسے کے دی سُنائی

تو کیا سب لوگ اُسدم دیکھتے ہین
کہ یوسف اہلِ ہمدان آرہے ہین

وُہ باہر سے چلے آتے ہین دوڑے
وُہ دروازے پہ پہنچے مدرسے کے

وہ فرمانے لگے اپنی زبان سے
کہ مجھکو خالقِ ارض و سما نے

دکھایا حضرتِ حماد کو آج
اُنھون نے یون کہا ارشاد ہو آج

کہ یوسف مدرسے مین جا بجلدی
جماعت ہے وہان شیخون کی بیٹھی

تو اُن سے کہہ کہ جو قطبِ زمانے
وہ حق ہے جو کہا اپنی زبان سے

سخن یہہ کہہ رہے تھے وُہ کہ اکبار
ہوئے تب عبدِ رحمٰن بھی نمودار

کہ وہ بھی دوڑے آئے شاہ کے پاس
کہا یون غوث سے ای افضل الناس

جو یوسف نے کہا ہے وہ بجا ہے | نہین اسباب مین کچھ شک ذرا ہے
یہہ سنکر ہوگئی سب کی تسلی | کہا سچ ہے کرامت قطب دین کی
ہوئے وہ قائلِ غوث الورا سب | ہوئے قطبِ دو عالم پر فدا سب
یہان سے اور اِک طرفہ بیان ہے | کرامت ماہِ جیلان کی عیان ہے
کہ اِک روز ایک سوداگر خوش اختر | قریبِ شیخ حماد آیا چل کر
لگا وہ عرض کرنے باادب ہو | اجازت شام جانے کی مجھے دو
جو ہین یہہ سات سو نزدیک دینار | کرونگا اِن سے جاری اپنا بیپار
جنابِ شیخِ حماد اُسکو بولے | اگر اِس سال جاویگا یہان سے
تو لوٹا اور مارا جائے گا تو | ضرر ہوگا بہت پچھتائے گا تو
سُنا جب یہہ کلامِ شیخِ حماد | ہوا تاجر بہت مغموم و ناشاد
نہایت دلمین رنجیدہ ہوا وہ | المناک اور غمدیدہ ہوا وہ
سراسیمہ وہان سے ہوکے نکلا | جنابِ قطبِ دین کے پاس آیا
بیان قصہ کیا غوث الورا سے | کیا اظہار حال اُس پیشوا سے
جنابِ غوث نے فرمایا اُس کو | سلامت آئیگا مغموم مت ہو
نہ کر کچھ خوف مین ہون ضامن اِسکا | تجارت کے لئے بیخوف تو جا

گیا تاجر وہ ملکِ شام کو تب ۔۔۔ اور اپنا مال بیچا اور پھر جب
تو اُترا آکے اِک مہمان سرا مین ۔۔۔ گیا وہان دفعۃً بیت الخلا مین
کمر سے کھول دینارون کی تھیلی ۔۔۔ وہان اِک طاق پر تاجر نے رکھدی
فراغت کر کے جب باہر وہ آیا ۔۔۔ بچھونا اپنے سونیکا بچھایا
ہوا وہ خواب مین مشغول جسدم ۔۔۔ تو دیکھا خواب مین اُسنے یہہ عالم
کہ مین اِک قافلے مین ہون اکیلا ۔۔۔ اور اُسکو آکے قزاقون نے لوٹا
جو کچھہ اسباب تھا لوٹا وہ سارا ۔۔۔ گیا ہون مین بھی اُنکے ہاتھہ مارا
ڈرا اور خواب سے یہہ شخص چونکا ۔۔۔ لہو کا بھی اثر گردن پہ پایا
جراحت کا اَلم ہوتا تھا اُسپر ۔۔۔ مگر وہ بچگیا از لطفِ داور
تب اُسکو دھیان دینارونکا آیا ۔۔۔ کہ طاقِ پایخانہ مین ہون بھولا
گیا وہ اور دیکھا طاق پر جو ۔۔۔ ملا تب کیسۂ دینار اُس کو
ہُوا تب جانبِ بغداد راہی ۔۔۔ مگر کہتا تھا دل مین یا الٰہی
کہ مین حمّاد کو جو دیکھتا ہون ۔۔۔ بڑے کامل ولی ہین جانتا ہون
جو دیکھون عبدِ قادر کو تو وہ بھی ۔۔۔ تمامی اَولیا مین ہین گرامی
ہوئی سچ بات کیون قطبِ ربّانی ۔۔۔ ہوئی حمّاد کی کیون بات اُلٹی

یکایک

یکایک حضرتِ حمّادِ خوشخو ❊ نظر آئے قریبِ شہر مجھ کو
سے لگے اسطرح فرمانے وُہ خوشخو ❊ کہ اوّل دیکھ تو غوث الوریٰ کو
سخن اُسکا ہوا سچ اِس سبب سے ❊ دعا کی اُسنے ستّر بار رب سے
ترا جو قتل بیداری مین ہونا ❊ مقرّر تھا جو ہُشیاری مین ہونا
مُبَدّل خواب مین وُہ ہو گیا ہی ❊ دعائے قطبِ اعظم سے پھرا ہی
تلف ہونا تھا تیرا مال اور زر نہ ❊ فراموشی مین پایا وُہ مقرّر
وہان سے آیا پیش قطبِ دَوران ❊ تو مجھ کو دیکھتے ہی شاہِ جیلان
ہوئے اِسطرح گویا ای خوش اوقات ❊ کہ ستّر مرتبہ کی مین نے درخواست
جو بیداری مین ہونا تھا مُقدّر ❊ کیا وُہ خواب مین حق نے مقرّر
جو بولے تھے جناب شیخ حمّاد ❊ وہ سچ تھا جو ہُوا تھا اُنسے ارشاد
تعالی اللہ یہہ مقدور و طاقت ❊ یہہ مقبولیّت اور ایسی کرامت
سوائے غوث کب دیگر ولی کو ❊ خدا نے کی عنایت ای محبّو
کہ ہو جو امر ظاہر مین مقدّر ❊ دعا سے خواب مین کر دین مقرّر
خدایا بندۂ عاجز وفا کو ❊ یہہ ہی بے زادِ اِس عاجز گدا کو
غلامِ خادمانِ شاہ کر دے ❊ منوّر دل کو مثلِ ماہ کر دے

اسمِ مصنف

محیّ الدین کی اے ربِّ عزت
یہان تک تھا یہہ حال اے دیندارو
مریدون نے شہِ جیلان سے پوچھا
بیان فرمائے تفصیلوار اب
کہا شہ نے زبانِ دُرفشان سے
طرف بغداد کے عازم ہوا تھا
کہ بیمار اِک ضعیف الجسم مجھکو
کیا اُسنے سلام اُسوقت مجھکو
بلایا مجھہ کو اپنے پاس اُسنے
کہ بٹھلاؤ مجھے اے شاہِ خوشخو
بنا اُس کا بدن اُسوقت تازہ
بنی اوّل سے اُسکی خوب صورت
کہا پھر مجھسے مجھکو جانتے ہو
کہا مین نے نہین مین جانتا ہون
کہا اُسنے کہ مین ہون دینِ اسلام

سدا ہو عبدِ قادر پر عنایت
سُنو اب اور تازہ حال یارو
محیّ الدین لقب کسطرح پایا
کہ ہون اِس راز سے آگاہ ہم سب
کہ اِکدن مین نکل اپنے مکان سے
برہنہ پاؤن رہ سے جارہا تھا
پڑا رہ مین پڑا اے دیندارو
جواب اُسکو دیا تب مین نے خوش ہو
کہی یہہ بات بے وسواس اُسنے
اُٹھاکر تب بٹھایا مین نے اُسکو
ہوا گل سان شگفتہ اُسکا چہرہ
وہ بیماری گئی اور پائی صحت
بھلا مین کون ہون پہچانتے ہو
تجھے مطلق نہین پہچانتا ہون
مرا یہہ حال تھا شاہِ نکو نام

تمھارے ہاتھ سے آ شاہ خوشخو — کیا اللہ نے اب زندہ مجھ کو
محی الدین ہو شاہِ دو جہانی — مجھے تمنے عطا کی زندگانی
وہان سے مسجدِ جامع کو آیا — وہان اک شخص یارو مین نے پایا
اور اُسنے کین مری نعلین سیدھی — رکھین پھر سامنے میرے بجلدی
کہا یا شیخ محی الدین اُسنے — ہُوا فارغ نماز اسوقت پڑھکے
وہین لوگون مین اک غوغا مچا تب — ہجومِ خلق مجھپر ہو گیا تب
کوئی تو ہاتھ میرے چومتا تھا — کوئی پاؤن کے بوسے لے رہا تھا
محی الدین ہر اک کہہ رہا تھا — عجب اک شور مسجد مین مچا تھا
مُریدون نے سُنا یہہ حال جسدم — ہوئے سب بے نہایت شاد و خورم
کرامت اور ہے اُس ماہِ دین کی — مسیحائی بیان ہے شاہِ دین کی
بزرگ اک پارسا عالی مراتب — جنابِ بو الحسن والا مناقب
سنو یارو یہہ ہے اُنکی زبانی — اُسی راوی سے ہے روشن بیانی
کہ مین اور ہیتی ہم دونون اک روز — تھے شہ سے مدرسے مین بہرہ اندوز
کہ اک مردِ اکابرِ نیک بنیاد — معزز اور رئیسِ شہرِ بغداد
قریبِ سرورِ ذیجاہ آیا — لگا یون عرض کرنے قطبِ والا

کہ اے سید تمھارے جدِ امجد
جو ہین ختم رسل بسلطانِ الا
کسی کی کوئی گر دعوت کرے تو
تو مین بھی آپ کو دعوت کا کھانا
جنابِ غوث نے فرمایا اُسکو
مکان پر تیرے بیشک آؤنگا مین
کہا سرور نے یہہ اور سر جھکایا
کہا اُس سے کہ جا اپنے مکان پر
سواری اپنی خادم سے منگا کر
علیِ ہیتی نے اور مین نے
تو آئے داعیِ موصوف کے گھر
وہان تھے جمع سب علمائے بغداد
بچھا تھا ایک دسترخوان مکلل
ہزارون نعمتین اسپر چنی تھین
وہان اِک خوانچہ پھر لا کے رکھا

محمد مصطفی شاہِ ممجد
اُنھون نے صاف فرمایا ہے ایسا
قبول اُسکو کرے لازم ہے اسکو
بلاتا ہون کھلانے شاہِ دانا
جو مین جد سے اجازت پاؤنگا تو
تری دعوت کا کھانا کھاؤنگا مین
گھڑی کے بعد سر اپنا اُٹھایا
کہ آتے ہین ابھی ہم سب ترے گھر
ہوئے وہ شہسوار اُسوار اُسپر
رکابِ شاہ تھامی اور نکلے
علیِ ہیتی مین اور سرور
ولی بھی اور مشائخہائے بغداد
وہان بیٹھے ہم اور سلطان اکمل
عجب انداز سے اُسپر رکھی تھین
نفیس اِک خوان پوش اُسپر پڑا تھا

کہا اُس صاحبِ غوث نے شہ کو ‏ کہ کیجے گا تناول شاہِ خوش خو
پھرا قدس کو تب شہ نے جھکایا ‏ وہ کھانا قطبِ عالم نے نہ کھایا
نہ کھانے کی اجازت دی کسی کو ‏ رہے خاموش بیٹھے شاہِ خوش خو
پھر اُسکے بعد شہ نے سر اُٹھایا ‏ کیا ہم دونوں شخصوں کو اِشارا
کہ وہ خوان آگے میرے جلد لاؤ ‏ علیِ ہیبتی اور تم اُٹھاؤ
وہیں اُس خوان کو ہم نے اُٹھایا ‏ غیاث الخلق کے نزدیک لایا
جب اُسکا شاہ نے سرپوش کھولا ‏ تھا اسمین صاحبِ غوث کا لڑکا
جذامی کورِ مادرزاد لُولا ‏ اُسے فالج کا لاحق عارضہ تھا
کہا تب قُم باذنِ اللہ شہ نے ‏ تو یہہ آواز قطبِ دین کی سُنکے
یکایک خوان سے لڑکا اُٹھا وہ ‏ ہوا بس پاؤں سے چلکر کھڑا وہ
وہ سب بیماریاں اُسکی ہوئین دور ‏ برص فالج ہوا اِک لخت کافور
وہ آنکھین بھی ہوئین پرنور اُسکی ‏ جب اُسپر شاہ نے چشمِ عطا کی
ہوا دِل اُسکا مثلِ ماہ انور ‏ ہوئین پُرنور آنکھین مثلِ اختر
سنو اِک اور ہی نادر روایت ‏ عجائب پر کرامت ہی حکایت
کرامت کا جو گلدستہ ہے مشہور ‏ روایت ہی یہہ رنگین اسمین مسطور

کہ اکدن اک گدا منہہ پہٹ زبان ور ‏ قریب شاہ یون کرنے لگا شور

کہ اک مدت سے آنے قطب زمانہ ‏ سخاوت کا مین سنتا ہون فسانہ

ہر اک شخص آپکا حال کرامت ‏ بیان کرتا ہی اے مہر ولایت

تمہارے فیض کا چشمہ ہی جاری ‏ تمامی خلق مین محبوب باری

لہٰذا مین بہی اے سلطان جیلان ‏ برائے امتحان آیا ہون اب یان

کہ تا دیکہون عنایت اور سخاوت ‏ نظر سے اپنی اے عین عنایت

سنی یہہ بات جب غوث الورا نے ‏ کیا ارشاد اسدم حاضرین سے

کہ اسدم ایک سو چالیس فجار ‏ کرو حاضر نہایت ہون جو بدکار

وہ حاضر ہون تو ستر مرد انکے ‏ طرف سیدہی بٹہانا میری لاکے

بچین باقی جو ستر مرد بدخو ‏ مری بائین طرف انکو جگہہ دو

چنانچہ حسب حکم شاہ اطہر ‏ کیا سب نے عمل لائے پکڑ کر

کوئی تہے ان مین زانی کوئی چور ‏ شرابی کوئی اور کوئی چغلخور

کوئی اوباش اور کوئی دغاباز ‏ کوئی تہے بے نماز اور کوئی غماز

کیا حاضر سبہونکو پیش سرور ‏ بٹہایا دونون جانب انکو لاکر

جناب غوث نے انپر نظر کی ‏ ولی تب ہو گئے سارے وہ عاصی

سیاہی اُنکے دل کی دور کردی — جو ظلمت تھی وہ سب کا نور کردی

بنایا اولیا حضرت نے سب کو — ولایت کی عطا حضرت نے سب کو

بنے دل سب کے ماہِ پُر ضیا سے — نگاہِ مہرِ قطبِ اولیا سے

یہہ دولت پائی جبدم بے مشقت — قبولی سب نے شہ کی خادمیت

سبھون نے سجدہ شکرِ خداوند — بجالایا نہایت ہوکے خورسند

گدا سے تب شہِ والا مناقب — لگے فرمانے یون ہو کر مخاطب

کہ ای درویش جو کچھ تونے دیکھی — سخاوت اور عنایت یہہ ہماری

وہ آیندہ رہیگی یون ہی جاری — مریدون مین سخاوت یہہ ہماری

یہہ دیکھا اور سنا درویش نے جب — ہوا وہ قایلِ غوث الوریٰ تب

رہا وہ خادمِ جانباز ہوکر — رہا خدمت مین وہ ممتاز ہوکر

سعیدِ دو جہانی ہوگیا وہ — ہوا مقبولِ درگاہِ خدا وہ

سوائے غوث اعظم ای محبو — نہین یہہ کام ہرگز اور سے ہو

کہ ایسا فرقۂ بدکار و فجّار — جو ہووے داخلِ جمہورِ ابرار

مناقب غوثیہ مین ہی یہہ مرقوم — کہ حضرت قطب اعظم شاہِ معصوم

ہوئے اک سال مکّے کو روانہ — مشرف حج سے ہو قطبِ زمانہ

مدینے کو ہوئے تشریف فرما ۔ زیارت سے ہو فارغ شاہ دانا

ہوئے جب عزم فرما سوئے بغداد ۔ تو سب ہمراہیانِ نیک بنیاد

رہے پیچھے بہت قطبِ زمان سے ۔ چلے تنہا شہِ جیلان وہان سے

سنو اس راہ مین اک دزد بدکار ۔ کھڑا تھا اِس ارادے سے وہ مردار

مسافر گر ادھر کوئی نکل آئے ۔ تو اسکا مال سارا لوٹ لیجائے

جنابِ غوث نے جب اسکو دیکھا ۔ کہا تو کون ہے تب اس سے پوچھا

اندھیری شب مین یان تنہا کھڑا ہے ۔ نہین ڈر تجھکو اپنی جان کا ہے

کہا اسنے کہ مین ہون مردِ دہقان ۔ زراعت کا یہان کی ہون نگہبان

اگرچہ کشف سے سب حال اس کا ۔ ہوا تھا قطب عالم پر ہویدا

مگر پھر بھی نہ کچھ فرمایا اسکو ۔ ہوئے راہی وہان سے شاہِ خوشخو

بچالاکی وہان سے چور چھپا ۔ جناب غوث کے دامن کو پکڑا

یہی تھا دل مین جبہ اور پگڑی ۔ اتارے سرورِ دنیا و دین کی

وہین قطبِ زمان نے ہاتھ اٹھا کر ۔ دعا کی یہہ کہ اے خلاقِ اکبر

تو ہی ہادیِ جملہ جن و آدم ۔ خطا بخشِ گنہگارانِ عالم

اگرچہ چور ہے یہہ اور بد اختر ۔ یہہ آیا عزم قزاقی ہے کر کر

مگر

مگر دامن سے میرے ہاتھ اس کا
میرے نزدیک آکر خالی جاوے
اسے تو چشمِ باطن کر عنایت
کہ تا یہہ مرتبے کو میرے جانے
دعائے غوث سے سارق کے اکبار
وہیں بیساختہ بولا وہ تب تو
کہا تب شاہ نے ہاں ہیں ہی ہم
یہہ سنتے ہی سخن وہ چور بے غور
کہا عفوِ خطا ہو پُر خطا کی
کرو اکسیر ای سردار سب کے
یہہ سنکر التجائے دزدِ مضطر
جو کی اسپر نگاہِ پُر کرامت
ہوا وہ چور تب قطبِ زمانہ
وہ ذاتِ قطبِ عالم ہے جنکو
کریں ذرہ نگہ میں مہر تمثال

گیا ہے چھوٹ ری ہے شرم کی جا
وہ میرے مرتبے کو کچھ نجانے
عطا کر دیدۂ دل کی بصیرت
مجھے پہچانے اور مجھ کو پہچانے
ہوئے تب دیدۂ باطن پُر انوار
کہ کیا محبوبِ سبحانی تمھیں ہو
کہے ہے ہمکو عالم غوثِ اعظم
قدم پر گر پڑا اسرور کے فی الفور
نظر مجھپر ہو الطاف و عطا کی
مری خاک اب نگاہِ پُر اثر سے
وہیں لہرایا بحرِ فیضِ سرور
ولایت کی عطا کی اسکو دولت
وہ بھولا سب طریقِ سارقانہ
کہ ایسے سیکڑوں ہی رہزنوں کو
وہ ہیں نورِ خدا خورشیدِ جلال

کسی آدمی سے یہہ بھی ہے روایت | کہ اک عورت پریرو ماہ طلعت
نہایت پارسا تھی اور خوشخو | وہ تھی بغداد میں رہتی مجبو
تھا ایسا اسکو شوق خدمت شاہ | کہ رہتی غوث کی خدمت میں ہرگاہ
مرید غوث تھی وہ نیک نیت | وہ دل سے معتقد تھی بے نہایت
تھا اک مرد و اسکا عاشق زار | نظر بد اسپہ رکھتا تھا وہ بدکار
مثال سایہ دنبال اسکے رہتا | دم موقع کا ہردم منتظر تھا
کہ تنہا یہہ کہیں گر اسکو پاوے | زنا سے اسکو آلودہ بناوے
ہوا ہی اتفاق اک روز ایسا | گئی کچھ کام کو باہر وہ تنہا
تو اس بدکیش نے فرصت جو پائی | دراز اسپر کیا دست تعدی
وہاں عورت نے کی تب آہ و زاری | جناب قطب عالم کو پکاری
کہ اے غوث الورا فریاد فریاد | خدا کے واسطے اب کیجے امداد
پھنسی ہوں دام میں ظالم کے یا شاہ | چھڑا دو قطب عالم مجھکو للہ
وہیں فریاد اسکی شہ کو پہنچی | خبر از غیب تب اس مہ کو پہنچی
تھے حضرت غسل میں مشغول اسدم | نہاتے تھے جناب قطب اعظم
کھڑاؤں پاؤں میں پہنے تھے جو پی | ہوئے تب نعرہ زن سلطان عالی

وہین پاپوش پاؤن سے اُڑ کے — کہا جا اور اُسے جلدی چھڑا دے
وہ پاپوش اُسگھڑی سُن حکم سرور — مثالِ برق اُسجا سے تڑپ کر
جہان وہ فاسق اُس بیکس کے اوپر — کرے تھا ظلم بیحد وان پہنچکر
لگی بس مغز مین اِسطرح اُسکے — پڑا باہر نکل مغز اُسکے سر سے
کیا اِکدم مین اُسکا کام انجام — ہُوا تب داخلِ دوزخ وہ ناکام
نجات اُس زن نے جب پائی وہان سے — تو وہ پاپوش ہاتھون سے اُٹھا کے
حضورِ شاہ حاضر اُسنے کردی — دو رکعت شکریہ حق کی ادا کی
گذشتہ اُسنے اپنا حال سارا — کیا غوث الورا سے آشکارا
روایت ہی کہ اِکدن شاہ عادِل — تھے زینت بخشِ بزمِ خُلد منزل
تھا گرما گرم بازارِ نصیحت — تھے بیٹھے لوگ مجلس مین بکثرت
یکایک چرخ سے بارانِ رحمت — لگا سب پر برسنے بے نہایت
ہوئے سب حاضرین اُسوقت پُر غم — کہ ہو جاویگی محفل اب یہہ برہم
جنابِ قطب دین نے تب سر اپنا — اُٹھایا اور سوئے افلاک دیکھا
کہا پھر ای جنابِ پاک یزدان — کرون مین جمع تو کردے پریشان
کلامِ پاک حضرت کا یہہ سنکر — ہوئی بارش فلک سے بند یکسر

مگر مکتب کے باہر حسبِ دستور — رہی ہوئی کتابونمین ہی مسطور

ضیاء الدین سے یہہ روشن بیان ہے — کرشمہ مہرِ جیلان کا عیان ہے

وہ فرماتے ہین مین اور قطب اعظم — بذاتِ خود کسی شب دشت مین ہم

عبادات الٰہی مین تھے مشغول — مگر تھے غوث تنہا حسبِ معمول

یکایک دور سے ظاہر ہُوا نور — بیابان مین مثالِ شعلۂ طور

ہُوا جسکی ضیا سے سب بیابان — منور صورتِ خورشید تابان

ہوئی اُس نور سے آواز ظاہر — کہ یا غوث الوریٰ یا عبدِ قادر

ترا مین رب ہون تو میرا ہی محبوب — ہوئی تیری عبادت مجھکو مرغوب

حلال اب کین وہ چیزین تجھپہ ہمنے — جو کردی تھین حرام اور دور تجھسے

یہہ وَاہی بات اُسدم شہ نے سنکر — جواب اُسکو دیا ای بانیِ شر

ہوا اثبت یہہ اب ہمکو یقین ہے — کہ تو ابلیس شیطانِ لعین ہے

کہ جو حضرت محمد مصطفیٰ پر — ہمارے جدِ امجد باصفا پر

ہوئے احکامِ امر و نہی اظہر — بھلا اُس حکم سے ہم کب ہین باہر

جو ہون ہم پر حرام اشیا حلال اب — یہہ سنکر نور وہ زائل ہُوا تب

ہوئی پھر ایک اور آواز ظاہر — کہ علمِ فقہ نے یا عبدِ قادر

چھڑایا تجھکو ہاتھوں سے ہمارے
وگرنہ سیکڑون لوگونکو ہمنے

دکھا اِس نور کا ہم نے اُجالا
ظلامِ کفر مین ہی اُنکو ڈالا

یہان سے اور ہی طرفہ روایت
نئی ہی منقبت تازہ حکایت

بگوشِ دل سنو اے حاضرین آب
توجّہ سے سنو اے سامعین اب

کہ شمسُ الاَولیا سلطانِ کونین
ضیائے دیدۂ خاتونِ حسنین

وطن سے جبکہ مکّہ کو سدھارے
ادا کرکے مناسکِ حج کے سارے

مدینے کو گئے پھر عبدِ قادر
ہوئے قبرِ رسولِ حق پہ حاضر

کھڑے چالیس دن تک شیخِ ابرار
زبان سے اپنی کہتے تھے یہہ اشعار

ذُنُوبِیْ کَمَوْجِ الْبَحْرِ بَلْ ھِیَ اَکْثَرُ
کُلِّھَا مِثْلُ الْجِبَالِ بَلْ ھِیَ اَکْبَرُ

وَلٰکِنْ عِنْدَ الْکَرِیْمِ اِذَا عُفِیَ
لَجَنَاحُ الْبَعُوْضَۃِ بَلْ ھِیَ اَصْغَرُ

غرض چالیس دن تک بے خور و خواب
مزارِ مصطفیٰ پر تھے مقیم آپ

مگر چالیس دن کے بعد شہ نے
کیا ارشاد یہہ اپنی زبان سے

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ فَھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَدَیْکَ لِکَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

یہہ دو اشعار جب سَے بار شہ نے
کہے جبدم زبانِ دُرفشان سے

وہین مرقد سے دونون دست اطہر — نکل آئے رسولِ حق کے باہر

جنابِ قطبِ دین نے دوڑ کر تب — دیا ہی بوسہ دونون ہاتھ پر تب

ہوئے نعمت سے حضرت بہرہ اندوز — سعادت دو جہانکی پائی اس روز

تعالی اللہ شانِ قطب والا — یہہ نعمت اور سعادت اور یہہ تہا

عنایت واسطے تھا خاص اُنکے — وہ اولادِ علی آلِ نبی سے تھے

مریدانِ جنابِ قطبِ اقطاب — ثنا گویانِ سلطانِ خوش القاب

حکایت اسطرح کرتے ہین مرقوم — کرامت اسطرح کرتے ہین مرقوم

کہ شہرِ اَرتَعین مین اک برس شاہ — ہوئے تشریف فرما کر کے طی راہ

محتو ماہ وہ رمضان کا تھا — کہا احباب سے حضرت نے ایسا

کہ کھانا آج کے دن بعد افطار — تناول ہم نہ فرماوینگے زنہار

نہ جبتک آوین خوانِ آسمانی — غذا مطلق نہین ہی ہمکو کھانی

مگر اک گھونٹ پانی آج پیکر — کرین افطار روزہ ہم مقرر

رہا تھوڑا سا دن باقی تو سرور — نماز عصر پڑھکر آئے گھر پر

کہ اتنے مین پھٹی چھت گھر کی اکبار — ہوا دو قاب لے شخص اک نمودار

طلائی ایک تھی اک نقرئی تھی — وہ ہر اک قاب میوے سے بھری تھی

عجائب میوے گوناگون تھے انمین | فواکہ ہائے بوقلمون تھے انمین
قریب قطب دین آیا اُتر کر | وہ قابین لا کے رکھدین پیش سرور
پھر اُسنے عرض کی غوث الوریٰ سے | کہ یہہ میوے ہین سب خلد برین سے
کرین افطار روزہ آپ اِنسے | تناول کیجئے دل جسکو چاہے
وہ شخص ابلیس شیطانِ لعین تھا | فرشتہ وہ فرستادہ نہین تھا
بچشم باطن اُسکو دیکھ شہ نے | کیا ارشاد یون اپنی زبان سے
کہ ای بیدین ہمارے جدّ امجد | جناب مصطفیٰ سلطانِ سرمد
اُنھون نے حکم یون فرمادیا ہے | زبانِ پاک سے اپنی کہا ہے
کہ جو دیندار اور مومن کہاوے | وہ ظرفِ سیم و نقرہ مین نکھاوے
مجھے اِسوقت ہوتا ہی یہہ معلوم | کہ بیشک تو ہی ابلیس لعین شوم
کہی لاحول جب شہ نے زبان سے | اُٹھا قابین وہ بھاگا تب ہان سے
چلی مطلق نہ کم ہمت کی فطرت | پڑا گردن مین اُسکی طوقِ لعنت
ہوا اِتنے مین یارو وقتِ افطار | شہ دین نے مع رفقا و حضار
کیا افطار روزہ پیکے پانی | یکایک آئے خوانِ آسمانی
ملایک خوان لیکر ہاتھ مین تب | ہوئے حاضر قریب شاہِ دین سب

سبھون نے عرض کی غوث الوریٰ سے | کہی یہہ بات شاہِ اولیا سے
خدا کی ہی ضیافت کا یہہ کھانا | تناول کیجیے اے شاہِ دانا
غرض حضرت مع خدام و حضار | تناول مین ہوئے مصروف یکبار
ہوئے سیراب جسدم کھاکے کھانا | کیا شکرِ خداوندِ توانا
سناتا ہون نئی اب وہ حکایت | مریدون کے لئے ہی جو بشارت
محبانِ جناب شاہِ جیلان | ہوا خواہان قطبِ جن و انسان
بیان فرماتے ہین احوال ایسا | کہ اکدن ایک خادم قطب دین کا
مع دو چار یارانِ وفادار | گیا از بہر سیرِ دشت و گلزار
تو رہ مین دیکھتا کیا ہی کہ اک مار | گیا وہ سبزہ مین بیٹھا ہی خونخوار
جو دیکھا سانپ کو تو ایکباری | عصا کی ضرب کاری اسنے ماری
جب اسکی مار سے وہ مر گیا مار | ہوئی اسوقت اک آندھی نمودار
اندھیری چھا گئی عالم پہ ایسی | نظر آتی نہ تھی صورت کسی کی
ہوائے تند کا تھا اسقدر زور | کہ عالم مین مچا تھا صور کا شور
اڑا کر لے گئی اسکو ہوا وہ | نظر سے سب کی غائب ہوگیا وہ
یہہ حال اسکے رفیقون نے جو دیکھا | تجسس مین قدم اپنا اٹھایا

بہت کی جستجو اُس بے نشاں کی | نہیں پائی نشانی اُس جواں کی
ہوئے مایوس جب اسکے ہوا خواہ | کہ اتنے میں وہ خادم تشنہ ناگاہ
ہُوا اِس شکل و صورت سے نمودار | کہ ہی اِک اسپ تازی پر وہ اسوار
مُرصّع تاجِ سُلطانی ہی سر پر | عجائب فاخرہ خلعت ہے دَر بَر
رفیق و مونس و یارانِ دلبند | ہوئے سب دیکھکر تب اسکو خورسند
پھر اُس خادم سے پوچھا حال سارا | تو اُسنے یون کیا سب آشکارا
کہ مین نے جب عصا سے مارا مارا | وہین اِک طایفۂ جنّون کا آیا
مجھے رسّی سے باندھا خوب اُسنے | پچھاڑا اور مارا خُوب اُسنے
پھر اُسکے بعد اُسنے مجھکو لیجا | کھڑا نزدیک شاہِ جن کے رکھا
جو دیکھا مین نے تو جنّونکا سلطان | لئے تھا ہاتھ مین شمشیرِ بُرّان
وُہ تھا اِک تخت پر بیٹھا بشوکت | اور اُسکے گرد تھے ارکانِ دولت
اور اُسکے سامنے لاش اِک جوانکی | رکھی تھی خون سے تر کپڑون ڈہانپی
کہا حضّار نے سلطان سے ایسا | کہ حضرت آپکا یہہ شاہزادہ
کہ جسکی لاش حاضر ہمنے کی ہی | مقابل تخت کے لاکر رکھی ہی
پئے گلگشتِ گلزار و بیابان | گیا تھا آپ کا نخلِ گلستان

تو اِس بیرحم نے اُس گل کو بیحال ‌ ‌ عصا سے مار کر کر ڈالا پامال

سنا یہہ حال شہ نے جبکہ سارا ‌ ‌ غضبناک اُٹھ کھڑی ہو کر پکارا

کہ اے قاتل میرے لڑکیکو تو نے ‌ ‌ بھلا کسواسطے مارا بتا دے

کہا تب میں نے اے شاہِ خوش اطوار ‌ ‌ اُسے دیکھا نہ مارا میں نے زنہار

مگر تھا گھاس میں اک سانپ کالا ‌ ‌ اُسے لاٹھی سے تھا ہاں میں نے مارا

کہا شہ نے وہ لڑکا تھا ہمارا ‌ ‌ اُسے ناحق بھلا کیون تو نے مارا

نشانِ خون دکھایا حاضرین نے ‌ ‌ سخن یہہ لب پہ لایا حاضرین نے

یہہ حیلہ جان بچانے کا ہے سارا ‌ ‌ عصا شاہد ہے خون آلودہ اِسکا

کہا جلاد سے یہہ شہ نے سُنکر ‌ ‌ کرو تلوار سے اِسکا جُدا سر

جب اِس آفت میں خود کو میں نے پایا ‌ ‌ جنابِ غوث میں تب ہاتھ اُٹھایا

کہا یا غوث اب امداد کیجے ‌ ‌ مجھے اِس دام سے آزاد کیجے

مُصیبت آپکے خادم پہ ہے سخت ‌ ‌ یہہ ابتو جان سے جاتا ہے اک لخت

وہیں دربار میں از غیب اسوار ‌ ‌ ہُوا شمشیر بر آن لے نمودار

بآوازِ مُہیب اک تخت اُسنے ‌ ‌ کہے شہ کو کلامِ سخت اُسنے

تھی عُریان دستِ قاتل میں جو صمصام ‌ ‌ وہ چھینی اُسنے تیغِ خون آشام

کہا پھر شاہ سے ابتک فراموش ۔۔۔ ہوا کیون اسطرح غفلت مین بیہوش

نہین تو اس بشر کو جانتا ہے ۔۔۔ کہ یہہ خادم جناب غوث کا ہے

اگر اک بال بیکا ہو گا اسکا ۔۔۔ وبال آویگا تو برباد ہو گا

یہہ سنکر بات لرزہ شہ کو آیا ۔۔۔ بشکل بید مجنون ڈر سے کانپا

اور اُسنے مسند شاہی سے اُٹھکر ۔۔۔ قدم پر خادم شہ کے رکھا سر

پھر اُس سے دست بستہ ہو کے بولا ۔۔۔ کہ خون لڑکے کا اپنے مین نے بخشا

اور اک خلعت گران قیمت عطا کر ۔۔۔ اور اک گھوڑا پری طلعت عطا کر

کیا رخصت مجھے با عز و اکرام ۔۔۔ بہت سا لشکر جن دے بآرام

دم رخصت کہا لشکر سے شہ نے ۔۔۔ وہان پہنچاؤ لایا ہے جہان سے

تب اُس خادم کو فوج جن نے وان سے ۔۔۔ دیا پہنچا اُسی صحرا مین لا کے

ہوا یارون پہ ظاہر جب یہہ احوال ۔۔۔ ہوئے وہ بھی مرید قطب خوشحال

عجب ہے ذات با برکات حضرت ۔۔۔ مدد کرتے ہین در وقت مصیبت

بچاوین کیون نہ مشکل سخت سے وہ ۔۔۔ کہ ہین مشکلکشا کے لاڈلے وہ

رکھیگا اعتقاد اُنپر جو کامل ۔۔۔ مراد اُسکی بلا شک ہو گی حاصل

اگر شک ہو جسے تو آزماوے ۔۔۔ وہ گیارہ نام پڑھکر دیکھے اُنکے

مگر وہ صاف سب کہے اپنے دلکو | اگر کیسی ہی مشکل ہو تو حل ہو

سنو اے سامعین اب کان لگا کر | سناتا ہوں نیا اک حالِ سرور

روایت ہے کہ اکدن شیخ ابرار | ہوئے بیماری بدنی سے بیمار

مریدانِ ارادتمند نے سب | جنابِ پیر میں یوں عرض کی تب

اگر فرمانِ عالیشان پاویں | طبیبِ حاذق و دانا بلاویں

کہا غوث الورا قطبِ جہان نے | محی الدین مسیحائے زمان نے

معالج سے علاج اپنا کروں گر | شکایت دوست کی ہوگی سراسر

یہہ کہتے تھے کہ بس پیشاب آیا | وہیں خادم نے جاکر طشت لایا

ہوئے فارغ تو خادم نے اٹھاکر | رکھا شیشے میں بھر کر اک جگہہ پر

حکیم اک تھا یہودی اہلِ حکمت | کیا کرتا تھا وہ کارِ طبابت

اُسے خادم نے قارورہ دکھایا | جو دیکھا اسنے تو حیرت میں آیا

پس از تشخیص بولا وہ نکو نام | یہہ ہے قارورۂ ساداتِ اعظام

نہیں کچھ ہے مرض نے عارضا ہے | مگر بیماریِ عشقِ خدا ہے

پڑھا کلمہ مسلمان ہو گیا وہ | یہودی تھا اہلِ ایمان ہو گیا وہ

خبر اُسکے اقارب کو جو پہنچی | کہ ہے نوعِ دگر حالت اب اسکی

انھوں نے تب کے اُس سے حال پوچھا ۔ کہ تجھکو ای حکیم اب ہو گیا کیا
کہا اُسنے یہہ قارورہ سے دیکھو ۔ نظر آویگا از خود حال تمکو
یہودی کے اقاربہ جمع سو سب ۔ وہ قارورہ لگے واں دیکھنے تب
جو اُسکو سونگھتا تھا ای محبّو ۔ گلاب و عطر کی پاتا تھا خوشبو
وہیں وُہ صدق سے ہوتا مسلماں ۔ پھراتا کفر سے رخ ہو پشیماں
ہوئے پچیس اُسکو کفار اُس روز ۔ رسولِ حق کے دین سے بہرہ اندوز
ہوئے خادم سے پھر وُہ ملتجی سب ۔ کہ دِکھلا دے ہمیں اُس شخصکو اب
کہ قارورہ کو جسکے دیکھ کر ہم ۔ ہوئے دینِ خدا میں آکے خورم
دِکھا اُسکا جمالِ غیرتِ ماہ ۔ کہ ہم مشتاق ہیں واللہ باللہ
ہُوا حضرت کو ظاہر جب یہہ احوال ۔ بلایا پاس اپنے سب کو فی الحال
نگاہِ مہر سے اُن سب کو دیکھا ۔ مثالِ ماہ روشن دل بنایا
وِلایت کی عطا کی سب کو دولت ۔ بنے وُہ سب کے سب اہلِ کرامت

کرامت

یہہ ملفوظِ غیاثی میں ہی مکتوب ۔ کرامت ہی عجائب اور بہت خوب
روایت ہے کہ حضرت شیخ احمد ۔ لقب ہے گنج بخش اُنکا جو مسعد
وہ اپنے پیر یعنے شیخ آفاق ۔ کہ جنکا نام اقدس ہے بو اسحاق

کرامت تھے وضو انکو وہ خوش خو | کہ گذرا دفعتہ خطرہ یہہ انکو
سبب کیا ہی کہ مخلوقات اکثر | توجہہ کرتی ہی احمد سے فزون تر
بجانب قادریہ سلسلے کے | زیادہ دوسرے سب سلسلون سے
تب انکے پیر بو اسحاق احمد | زبانِ پاک سے بولے کہ احمد
جنابِ غوث کو تم جانتے ہو | وہ کس رتبے کے ہین پہچانتے ہو
کہا احمد نے ہو کر دست بستہ | نکرین ارشاد جی نیکو سرشتہ
تو بو اسحاق نے فرمایا ایسا | سیاہی ہوین اگرچہ سارے دریا
قلم ہوین کل درخت اور جن و انسان | ملایک جتنے کے سب اور حور و غلمان
لکھین گر مدح اُسکی قطب انور کی | ختم اللہ کی پوری نہ ہو گی
سخن یہہ جب سنا احمد نے اُنکا | ہوئی تب بیقراری دلمین پیدا
زمین پر اپنے عمامہ کو مارا | زبان پر تیج کہا یہہ حرف لایا
غیاث الخلق ہین مردِ طریقت | وہی کیا مرد ہین اور ہین ہون عورت
کہا یہہ اور ہوئے بعد ازان راہی | زیارت کو جنابِ قطب دین کی
چلے اجمیر سے جب [illegible] | تو کوہ بیثلی کے پاس پہنچے
وہان اِک چشمۂ آبِ روان تھا | بہت شیرین و صاف و بہر بان تھا

وضو اُس چشمۂ شیریں میں کرکے — نماز فرض ادا کی واں انہوں نے
ہوا اک نوع کا پھر خواب غالب — تو سوئے احمدِ والا مناقب
کہ ایک خواب میں وہ ان قطب عالم — جنابِ عبدِ قادر غوث اعظم
ہوئے رونق فزا با شوکت و فر — کلاہِ سرخ اور عمامہ لے کر
تو حضرت گنج بخش آ کھڑے ہیں — بجا لائے ادب خم کرکے خود کو
غیاث العالمین شاہِ ہدا نے — بلایا انکو تب نزدیک اپنے
کُلاہِ سُرخ اُن کے سر پہ رکھی — اور اُسپر سبز اک دستار باندھی
کیا ارشاد پھر کرکے اشارا — کہ تو ہی مرد راہِ کبریا کا
نظر سے ہو گئے پھر غوث غائب — تو جاگے احمدِ عالی مراتب
جو ٹوپی اور پگڑی سر پہ پائی — ہوئے خوش اور حمدِ کبریا کی
اور اپنے پیر کی خدمت میں آئے — مبارکباد دی اِنکو اُنھوں نے
کہ بابا احمد اب تو بے وسیلے — مشرف ہو گیا نعمات شہ سے
وہ ٹوپی اور پگڑی لیکر اُن سے — بصدِ تعظیم رکھی سر پہ اپنے
زبان پاک سے پھر بولے ایسا — کیا خادم متعین اب شہ نے اپنا
کہا احمد نے اب میں حکم پاؤں — تو جھرا کی طرف یا پھر جاؤں

اُٹھاکر بوجھ لاؤن لکڑیون کا ۔ کرون پورا جو ہے معمول میرا
کہا تب پیر نے اب کیا ہے حاجت ۔ نہین لازم ہے کرنا تمکو محنت
کیا اِصرار پھر تو پیر بولے ۔ تمھین ہے اختیار اب دل جو چاہے
بیابان مین گئے اور بوجھ اٹھاکر ۔ رکھا لکڑی کا اپنے سر کے اوپر
چلے اُس جاسے وہ جو وقت آگے ۔ الگ چلتا تھا وہ بوجھ انکے سر سے
یہہ صورت پیر نے دیکھی جو انکی ۔ کہا احمد ہوا اب رتبہ عالی
بھلا ہو غوث کی جس سر پہ دستار ۔ وہ کب ہے بار ہیزم کے سزاوار
وہ ہین سردار کل جن و بشر کے ۔ وہ سرور ہین شجر کے اور حجر کے
تمھارا کام اب پہنچا بانجام ۔ لکھا مردون مین شاہِ غوث نے نام
روایت ہے یہہ گلدستہ مین خوشتر ۔ سنین رنگین خیال اب کان دھرکر
بیان کرتے ہین یون ادی یکجاہ ۔ کہ اِک عالم تھے شاہِ نعمت اللہ
وہ کرمان شہر کے تھے بسنے والے ۔ طریقِ اخفیہ تھے وہ رکھتے
برائے حجِ بیت اللہ اکبار ۔ گئے وہ نعمت اللہ شاہ اِکبار
وہان تھے شیخ عبد اللہ یکتا ۔ لقب تھا ہاتفی اور تھے دل آگاہ
وہ شاہِ غوث کے تھے سلسلے مین ۔ تھے قطبِ اولیا کے سلسلے مین

وہ عبداللہ تھے اہلِ یقین سے
یہہ شاہ نعمت اللہ منکر جو ہے

ہوئے جب انکی خدمت مین یہہ حاضر
پھرایا منہہ سمجھ کر ان کو منکر

شہ ان سے بات تک بھی انھون نے
تو شہ صاحب ہو لے زبان مین اپنے

اسی دم کرکے تحریر ایک عرضی
جنابِ شیخ عبداللہ کو دی

کہ مین ہون مردِ سیّد اے زکوکار
تعجب ہی کہ تم ہو مجھسے بیزار

مسلمان ہو کے اے مردِ خوش اطوار
نہین کرتے ہو تم سیّد سے گفتار

جواب انکو دیا یون شیخ نے تب
قدم رنجہ کرین گھر مین مرے شب

جواب اِسکا مین تمکو صاف دونگا
جو کچھہ کہنا ہی وہ تمسے کہونگا

ہوا جب وقتِ شب تو شاہ پہنچے
بطورِ تحفہ خرمونکا طبق لے

رکھا جدم قدم زینے کے اوپر
ہوئی لغزش گرے وہ کھاکے چکر

ہوئے گرتے ہی وہ کچھہ ایسے بیہوش
کہ گویا کر گئے خود کو فراموش

تو بیہوشی مین وہ کیا دیکھتے ہین
کہ ہم اک گھر مین گویا جا رہے ہین

وہان اک مجلسِ والا مکان ہی
عظیم الشان دربار اک وہان ہی

اور اسمین شاہِ اقلیمِ نبوت
محمد مصطفی مہرِ نبوت

مرصع تخت پر رونق فزا ہین
بطرف راست اصحابِ ہدا ہین

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

اور اک جانب تمامی انبیا ہین — اور انکے گرد سارے اولیا ہین

مقابل مین جناب غوث اکبر — کھڑے تھے باادب خاموش ہو کر

پس پشت جناب غوث پیر گور — کھڑے تھے شیخ عبداللہ گور

وہ شہ صاحب جو زینہ پر پڑے تھے — وہ پردے مین ہین پڑہین دور سب سے

نہ ان حضرات کو وہ جانتے ہین — نہ مطلق وہ کسے پہچانتے ہین

تو اس باعث وہ قدرے بڑھکے آگے — ہوئے مستفسر حال اک بشر سے

کہا اُسنے نہین پہچانتے ہو — نہین ان صاحبونکو جانتے ہو

کہ وہ جو تخت پر رونق فزا ہین — محمد مصطفی شاہ ہدا ہین

جو ہین سیدھی طرف وہ چار اصحاب — مقابل مین جو ہین وہ قطب اقطاب

سوا انکے جو ہین وہ انبیا ہین — تمامی اولیا اور اصفیا ہین

وہ گر سہائے عظمت پر ہین بیٹھے — مدار جہائے عزت پر ہین بیٹھے

جو شہ صاحب نے یہہ توقیر و حرمت — یہہ رفعت اور رتبہ اور یہہ عزت

جو اصحاب اور قطب اولیا کی — بچشم خود وہان جس وقت دیکھی

نہایت اپنے وہ گھبرائے دلمین — ہوئے نادم بہت شرمائے دلمین

وہ اپنا رافضیہ چھوڑ مذہب — بجان و دل ہوئے تائب ہان تب

تو شاہِ غوث شیخ ہاتفی سے — اشارہ کر کے یون اُسوقت بولے
کہ ہے فرزند میرا نعمت اللہ — مُریدِ اِسکو کرو تم ای حق آگاہ
اب اِسنے مذہبِ باطل کو چھوڑا — طریقِ رفض سے منہہ اپنا موڑا
پڑا بیہوش ہے زینے کے اوپر — کرو ہُشیار تم اب اُسکو جاکر
بحکم غوث شیخ ہاتفی نے — کیا ہُشیار تب زینے پہ آکے
چھوڑا اُن سے طریقِ رافضیہ — کیا اُنکو مُریدِ قادریہ
بحکمِ خُسروِ مُلکِ ولایت — ولایت کی عطا کی اُنکو دولت
یہہ نعمت پا کے شاہِ نعمتُ اللہ — ولی کامل ہوئے اور صاحبِ جاہ
ارے بد مذہب اب بھی تو مانو — جنابِ غوث کے رتبے کو جانو
تعصّب دل سے اپنے دور کردو — خدا کا خوف دلمین اپنے رکھو
جو اصحابون سے اور غوث الوریٰ سے — ذرہ کچھہ بغض اپنے دلمین رکھے
خدا راضی نہ اُس سے مصطفےٰ ہے — وہ ملعون موردِ قہرِ خدا ہے
مُسلمانون کو دے توفیق یارب — محبت سب کو اُن کی کر عنایت
کہ جان و دل سے رتبہ سب کا جانین — نبی کی آل و اصحابونکو مانین

یہان سے اور اِک نادر بیان ہے — مسیحائے زمان کی داستان ہے

کتابون مین رقم ہی یہہ حکایت — محیّ الدین کی ظاہر ہی کرامت
سنو ای دوستان قطبِ عالم — محبّانِ جنابِ غوثِ اعظم
کہ تاجر ایک ساکن مصر کا تھا — جنابِ غوث پر دل سے فدا تھا
عزیزِ دل اُسے تھا غوث کا نام — وہ چاہِ عشق مین تھا غرق مادام
محبّت غوث کی تھی اسکو ایسی — نہ یون یعقوبؑ کو یوسفؑ کی ہوگی
لڑکپن سے ارادہ تھا یہہ اُسکا — کرے بیعت حضورِ غوث مین جا
مگر افکارِ دُنیا سے وہ خوشخو — نہین پاتا تھا فرصت ای محبّو
غرض اُسکو برس چالیس گذرے — وہ سوداگر خوش اختر بعد اُسکے
سب اپنا کاروبارِ دُنیوی چھوڑ — تجارت کا جو رشتہ تھا اُسنے توڑ
نکلکر مصر سے بغداد آیا — وہان قطبِ دو عالم کو نہ پایا
جو استفسار لوگون سے کیا تو — مُریدون نے کہا اِسطرح اُسکو
کہ پیرِ زندہ دل تو اِس جہان سے — ہوئے رونق فزا ملکِ بقا کے
خبر وحشت اثر اُسنے سنی جب — تو سوداگر کو سودا ہوگیا تب
ہوئی اِک بیقراری دلمین پیدا — ہوا نوعِ دگر احوال اُسکا
اُسی حالت مین روضہ پر گیا وہ — قدم پر قطبِ دین کے گر پڑا وہ

لگا کرنے بہت وہ آہ و زاری
غمِ دوریِ شہ سے اشکباری

تو اُس مغموم کی آواز سُنکر
نکل آئے لحد سے شاہ باہر

کہا اُسکو زبانِ دُر فشان سے
کہ ہاتھ اپنا ہمارے ہاتھ مین دے

غرض اُسکو مشرّف کر بہ بیعت
عنایت کی اُسے باطن کی دولت

اور اُسکے ساتھ تھے چھہ سو یہودی
اُنھین بھی رہ دکھا کر معرفت کی

ملائے واصلانِ کبریا مین
کئے داخل گروہِ اولیا مین

لحد مین پھر ہوئے تشریف فرما
محی الدین قطبِ دین و دُنیا

روایت

تعالی اللہ کیا ہی پیر کی شان
مریدونپر ہی شفقت اُنکی ہر آن

وُہ ہر دم ہین مریدونکے مددگار
کیا کرتے ہین مشکل حل وُہ ہر بار

کہا ہی صاف اُس پیرِ ہُدا نے
سجل اِک دی ہی مجھکو کبریا نے

وُہ لنبی صورتِ طولِ نظر ہے
درازی اُس کی حد سے بیشتر ہے

رقم ہین اُسمین اسمائے مریدان
میرے اصحاب کے بھی نامِ ذیشان

قیامت تک مرید اب جو کہ ہونگے
جو داخل سلسلے مین ہونگے میرے

کہا ہی اُن سبونکو ہم نے بخشا
نہین ڈر ہی اُنھین روزِ جزا کا

کہ مین نے مالکِ دوزخ سے پوچھا
جو داروغہ ہی اُس سے جا کے پوچھا

محبون اور انیسون سے ہمارے — مریدون اور جلیسون سے ہمارے

ترے نزدیک دوزخ مین ہے کوئی — کہا اُسنے نہین اے شاہِ عالی

روایت اِسطرح اک دوسری ہے — مریدونکو بشارت شہ نے دی ہے

(روایت)

مریدون کے ہی سر پر ہاتھ الیا — زمین پر قبۂ گردون ہی جبتیا

قسم ہے خالقِ کون و مکان کی — خداوندِ زمین و آسمان کی

نہ جبتک جاؤنگا جنت مین یارو — مرے ہمراہ نہ بھیجے حق تو تم کو

روایت اور ہے شیخ عمر سے — کہ پوچھا مین نے قطبِ بحر و بر سے

(روایت)

اگر کوئی بشرای قطبِ عالم — مریدی کا وہ بے بیعت بھرے دم

نہ پایا ہو وہ خرقہ شاہِ یکتا — مریدونمین بھلا داخل وہ ہوگا

کہا شہ نے کہ ہان جو مردِ خوشخو — مرے جانب کرے منسوب خود کو

وہ ہے بیشک مریدون سے ہمارے — خدا اُسکے گنہ بخشیگا سارے

خدا کے دوست سیدِ عبدِ رزاق — جو ہین فرزندِ شیخِ جملہ آفاق

(روایت)

وہ کہتے ہین کہ شاہِ اولیا نے — کہا یون سات بار اپنی زبان سے

کہ مین حامی مریدونکا ہون اپنے — معاون مین محبونکا ہون سارے

اُمورِ دین و دنیا اُنکے ہون جو — خطا و جرم صادر اُنسے ہون جو

خدا سے کہکے مین آسمان گر ان دو
کھلے گر ستر انکا تو چھپا دون

کرین گر یاد مشرق مین وہ محزون
تو مغرب سے پہنچے امداد پہنچون

بس اب اے جان نثاران شہ دین
خوشی ہو دلمین یاران شہ دین

وسیلہ تمکو ایسے مہربان کا
ہوا باعث نجات دو جہان کا

مرید اس پیر کا جو دل سے ہووے
جو بیعت اس شہ عادل سے ہووے

یقین ہے دین و دنیا کی مراد ین
حمایت کر کے حق سے وہ دلاوین

جو لب پر بے وضو نام انکا لاوے
تو ہو محتاج اور افلاس آوے

کشایش دستگیری جو کہ چاہے
تو نام پاک حضرت با وضو لے

کرے روشن جو حضرت کے چراغان
نہ ظلمات لحد سے ہو ہراسان

شب جمعہ کو شیرینی منگا کر
جو وہ دیوے فاتحہ غوث الورا پر

کشایش اور برکت ہووے حاصل
دو عالم کی سعادت ہووے حاصل

کرے زر صرف جو اس مہربان پر
شرف پاوے وہ عالم مین مقرر

جو ستر ہو ہیں گھر سے غوث الورا کی
نگاہ لطف ہو اس پر خدا کی

رہے اندوہ سے وہ فارغ البال
سدا خوش وقت رہو اور خوش احوال

وہ با ایمان ہو اس دنیا سے جاوے
بہشت مد رخ اور فردوس پاوے

بڑھاوے جو کہ اس محفل کو گھر مین
رہے وہ حفظِ قطبِ بحر و بر مین

رہے اسکا مکان دار الامان ہو
خدائے پاک اُسپر مہربان ہو

ہوئی یان سے تمام اب یہہ روایت
بیان کرتا ہون اب احوالِ رحلت

بیان وفات

جگر چاکانِ شمشیرِ محبت
وا اے زخمی دلانِ تیرِ الفت

الا یا دوستانِ غوثِ اعظم
محبانِ جنابِ قطبِ عالم

وفاتِ شاہ کا اب وقت آیا
بکا و آہ کا اب وقت آیا

کرو تم چاک اب اپنا گریبان
کرو آنکھین غمِ حضرت مین گریان

کرو اب خونِ دل آنکھون سے جاری
کرو تم خوب سی اب اشکباری

جگر گوشہ جنابِ مصطفیٰ کا
دل و جان حضرتِ مشکلکشاؓ کا

چراغِ خانۂ حسینؓ زہراؓ
سراجِ الاولیا محبوبِ حق کا

نیستانِ ولایت کا غضنفر
گلستانِ کرامت کا گلِ تر

بہارِ روضۂ ناسوت و ملکوت
فضائے گلشنِ لاہوت و جبروت

سوئے فردوس دنیا سے سدھارا
گلستانِ جہان ویران ہی سارا

ہر اک نخلِ چمن پامال ہی آج
طمانچون سے رخِ گل لال ہی آج

خزاں آئی گلستانِ جہاں پر — ہوئے سب خشک اس غم سے گلِ تر

اڑائی ہی گلستاں مین صبا خاک — گریبانِ گلِ گلزار ہی چاک

ہر اک بلبل چمن مین نعرہ زن ہے — گلگون کا پُرزے پُرزے پیرہن ہے

فگار اس غم سے ہر غنچہ کا دل ہے — چمن مین آہ و نالہ متصل ہے

سیہ پہنے ہی شب پوشاک غم سے — گریبانِ سحر ہی چاک غم سے

ہوا یا رو غروب اب ماہِ جیلان — الم سے زرد رو ہے مہرِ تابان

اندھیرا ہو گیا بغداد مین آج — ہوا محشر بپا بغداد مین آج

مریدون کے ہوئے اس غم سے دل خون — محبون کے ہوئے دل غم سے محزون

کوئی نالہ کنان ہی کوئی گریان — کوئی ہی صورتِ تصویر حیران

قلق ہر زندہ دل اب کر رہا ہی — محی الدین کے غم سے مر رہا ہی

جدائی پیر کی رُلوا رہی ہے — جوان بختون پہ آفت لا رہی ہے

قلم کا چاک چاک اس غم سے دل ہی — پھنکا اس آتشِ ماتم سے دل ہی

سیہ اشک اُسکی آنکھون سے ہین جاری — غمِ قطبِ زمان ہی دل پہ طاری

مجتو واقعہ یہہ غم فزا ہے — یہہ حالِ پُر ملال و جان گزا ہے

ہین بیشک اولیاء اللہ زندے — نہین مرتے وہ ہین واللہ زندے

روایت

مگر اب وہ روایت اور ہے جو
تعلق رکھتی ہین لکھتا ہون انکو

سنو اے مومنانِ نیک نیت
ہوئے بیمار جب سلطانِ ملت

تو عزرائیل حکمِ حق سے آئے
خطِ عاشق سوئے محبوب لائے

تھا پیشانی پہ اُس خط کی یہہ مکتوب
محب کا نامہ پہنچے سوئے محبوب

دیا لاکر بدستِ عبدِ وہاب
جو ہین فرزندِ قطبِ نیک القاب

اُنھون نے لیکے خط اور اسکو چمکر
دیا لاکر بدستِ شاہِ اطہر

پڑھا جسوقت وہ خطِ وصالی
نہایت خوش ہوئے تب شاہِ عالی

برائے مومنانِ کل دعا کی
مریدونکی بھی بخشش حق سے چاہی

زبان پر اپنی حق کا شکر لایا
پھر اپنے سر کو سجدہ مین جھکایا

کہا سب سے ڈرو اللہ سے تم
اُمید اپنی رکھو اللہ سے تم

سوائے خالق و رزاقِ خلقت
نہ چاہو دوسرے سے اپنی حاجت

بھروسا تم رکھو خالق پہ اپنا
رکھو تکیہ اُسی رازق پہ اپنا

کہا اولاد سے یون شاہ نے پھر
جو گرد اگرد تھے اُسوقت حاضر

بہت سے لوگ آئے ہین اُٹھو اب
جگہہ دو اور ادب اُنکا کرو اب

زبانِ پاک سے یہہ کلمۂ پاک
کہا کرتے تھے ہر دم قطبِ افلاک

سلامِ حق ہو تم پر اور رحمت — مجھے اور تمکو بخشے ربِ عزت
پھر اُسکے بعد اک دن اور اک رات — رہی جاری زبانِ شہ پہ یہہ بات
نہین ہو تمہین کسیکے ڈر سے مضطر — نہ ملک الموت کا نے موت کا ڈر
کہ پھر یہہ غیب سے آواز آئی — پھرو رب کی طرف اب ہوکے راضی
ہوا سُننے سے اُسکے غم ہُویدا — سب اہلِ بیت مین ماتم ہُویدا
پھر اُسکے بعد رُوحِ قطبِ والا — رسید ہاری جانبِ فردوسِ اعلیٰ
ہوئی تب عالمِ بالا مین شادی — ہوئی حالت تبہ اہلِ زمین کی
مکینِ ہر مکان تھا غم سے گریان — الم سے تھے در و دیوار نالان
جنابِ شیخ سیف الدین کے دل کے — ہوئے شمشیر سے اِس غم کے ٹکڑے
بشکلِ مہر سوزان اِس الم سے — جنابِ شیخ شرف الدین بھی تھے
شہِ عبد العزیز اِس غم سے تھے زار — غمِ والد سے آنکھین تھین گُہربار
تھے بیخود غم سے سید عبد جبار — تھے کرتے عبدِ رزّاق آہ ہر بار
تھے ابراہیم و عبد اللہ سرآن — غیاث الخلق کی فُرقت مین گریان
محمد اور یحییٰ اور موسیٰ — یہہ سب فرزند کا تھا دل دوپارا
کوئی بیہوش تھا اور کوئی گریان — کوئی تھا آہ کرتا کوئی نالان

ہر اک ذی روح کو تھا شاہ کا غم ہوا ہر اک جگہ کہرام و ماتم

تھا پنجشنبہ کا دن ساعت عشا کی ربیعُ الاخر ۱۱ کی بعد ہشتم تھی

سنہ تھے پانچسو اور ساٹھ پر دو کیا بابُ الازج میں دفن شہ کو

کسی نے خوب لکھے ہیں بمحنت سنینِ عُمر اور تولید و رحلت

سنینش کامل (۹۱) و عاشق (۴۷۱) تولد وصالش دان تو معشوقِ الٰہی (۵۶۲)

کہو صلوات اب خیرُالوریٰ پہ تمامی آل و اصحابِ ہُدا پہ

پڑھو پھر فاتحہ غوثُ الوریٰ پہ تمامی حاضرانِ بزم مل کر

ہوئی اب فاتحہ پر بزم اِتمام
کرے مقبول اِسکو ربِّ علّام

عرض حاجات مصنف کتاب ھذا بدرگاہ جناب غوث الوریٰ قطب دوسرا محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

جنابِ پاک میں اے شاہِ ممتاز وقائع یہ ہوا ہے عرض پرداز

کلامِ بندۂ کمتر ہو مقبول شہا یہ تحفۂ احقر ہو مقبول

بہت خونِ جگر میں نے پیا ہے بہت ساجہد و کد میں نے کیا ہے

اِسی امید پر ای شاہِ عادل
کہ ہووے دولتِ دیدار حاصل

یہی ای مہربان مین چاہتا ہون
جمالِ غیرتِ خورشید دیکھون

نہ زر سے کام ہی نی جاہ سے کام
غریبِ عشق کو ہی چاہ سے کام

تمھاری مہربانی کی نظر ہو
منوّر دل مرا مثلِ قمر ہو

بنائے تمنے رَوشن دل ہزارون
مثالِ مہ کئے کامل ہزارون

ستاتی ہین بہت افکارِ دُنیا
کُڑھاتی ہین بہت افکارِ دُنیا

مجھے بغداد مین جلدی بُلا لو
قریبِ روضۂ پُر نور جا دو

کہ بستر مین وہان اپنا جماؤن
فقیرو نمین تمھارے مین کہاؤن

مجھے دلشاد رکھئے دو جہان مین
بلاؤن سے رکھو اپنی امان مین

مِری حاجت روائی کیجئے گا
مِری مشکلکشائی کیجئے گا

کہ تمکو دی ہی قادر نے یہہ قدرت
عنایت آپکو کی ہی یہہ طاقت

مُرادین دیتے ہو خورد و کلان کی
مَدد فرماتے ہو پیر و جوان کی

مِرے بھی واسطے ای خاصۂ رب
جنابِ حق مین کیجیگا دعا اب

کہ مجھکو دولتِ ایمان عطا ہو
معاف اوّل اور آخر کی خطا ہو

بوقتِ نزع ای محبوبِ باری
زبان پر کلمۂ طیب ہو جاری

سوال گور ہو عاجز پہ آسان
نہ ظلمات لحد سے ہو ہراسان

مجھے ہول قیامت سے بچانا
حمایت کرکے دوزخ سے چھڑانا

رہ پل ہی نہایت سخت مشکل
مدد کرنا وہان ای شاہ عادل

مریدون مین اٹھون غوث الورا کے
محبون مین رہون غوث الورا کے

یہی خلاق عالم مدعا ہے
یہی صبح و مسا میری دعا ہے

دعا مقبول ہو خلاق میری
نگاہ لطف ہو عاجز پہ تیری

بحق مصطفیٰ و آل و اصحاب
بحق عبد قادر قطب اقطاب

دعا پر اختتام اب ہی مناجات
پڑھو تم احمد مرسل پہ صلوات

تمت تمام شد

منقبت پیر دستگیر رح

ہمارے دل پہ نقش عشق ہی اس شاہ جیلان کا
کہ دوش اولیا پر ہے قدم جس قطب دوران کا

محی الدین بجا ہے نام اس محبوب سبحان کا
کیا ہی زندہ اس نے دین رسول جن و انسان کا

اسکی خاک پا سرمہ ہے اپنے دیدۂ جان کا
جو ہے چشم و چراغ اے عابد فواز باغ عرفان کا

جلائے تم باذن اللہ کہکر سیکڑون مردے — کرشمہ ہی عیان یہہ سب پہ اُس عیسیٰ زمان کا

اگر در کار ہی تجھہ کو کہ روشن خانۂ دل ہو — تو رکھہ لوحِ جگر پر نقشِ حُبّ اُس مہربان کا

وُہ ہی سر دفترِ اہلِ صفا اور قبلۂ عالم — جُھکا جو اُسکی جانب وہ ہُوا محبوب یزدان کا

پیارا ہے امامِ حسین مُجتبیٰ حسن المثنیٰ کا — جگر بندِ نبی ہی نورِ دل ہی شاہِ مردان کا

خدا نے اُسکو علمِ حکمتِ باطن وہ بخشا ہی — فلاطونِ زمان اِک طفل ہی اُسکے دبستان کا

ہوئے قطب بالا طون لی اور مرتبے پائے — قدم کاندھے پہ رکھکر اپنے اُس سردارِ جیلان کا

دکھا روشن لقا اپنا مجھے سر کے زلفونکو — یہہ وُہ ہی بہت مشتاق ہی شمعِ شبستان کا

سُلیمان اَعَ وہ سلطانِ عالم کے مراتب ہے — بُہت ہی مرتبہ عالی سگِ درگاہِ جیلان کا

وسیلہ غوث کا دنیا و عقبیٰ مین کفایت ہے — نہ مجھکو خوف ہے یہان کا نہ مجھکو خوف ہے وان کا

چُھڑاویگا ہزارون عاصیانِ اُمّتِ جد کو — کریگا پار بیڑا حشر کے دن اہلِ عصیان کا

کلام ایسا وفا مشہور تھا کب جسطرح اب ہے — اثر ہی سب یہہ صفتِ حضرتِ سُلطانِ جیلان کا

مخمس در مدح پیران پیر

سرو باغِ لافتیٰ ہو یا محی الدین پیر — گلشنِ دین کی فضا ہو یا محی الدین پیر

سرورِ کُل آو لیا ہو یا محی الدین پیر — قطبِ عالم رہنما ہو یا محی الدین پیر

تم سبھو نکے پیشوا ہو یا محی الدین پیر

آپکے فرمان میں ہیں سب بحر و بر وحش و طیور — سر جھکاتے ہیں تمہارے حکم پر کُل مار و مور

تم سلیمانِ زمان ہو یا شہنشاہِ غیور — آپکے زیرِ نگین ہیں اولیائے ذی شعور

خاتمِ کُل اولیا ہو یا محی الدین پیر

سیکڑون مُردونکو زندہ تمنے شاہا کر دیا — ہاتھ پھیرا چشم پر اندھے کو بینا کر دیا

مہربانی سے ذرہ قطرے کو دریا کر دیا — تمنے ہی روشن چراغِ دین کو شاہا کر دیا

شمعِ بزمِ مصطفےٰ ہو یا محی الدین پیر

بلبلِ باغِ ولایت گلشنِ کشف و کمال — بوستانِ مصطفائی کے تمہیں ہو نونہال

واقفِ اسرارِ محبوبِ جنابِ ذو الجلال — نیک سیرت نیک صورت نیک خصلت نیکفال

متقی ہو پارسا ہو یا محی الدین پیر

صورتِ شمس آپکا ہی نام روشن ہر طرف — حسب ثابت ہے تمہارا قطبِ دین عز و شرف

عرش کے سیارہ ہو بحرِ کرم دُرِّ نجف — تم نے منہہ سے اپنے فرمایا مُریدی لاتخف

پھر گنہ کا خوف کیا ہو یا محی الدین پیر

پا شکستوں کے لئے ہیں قطبِ اعظم دستگیر — ہیں دوائے دردِ عصیان دافعِ غم دستگیر

آپکا ہی نام میرا وِردِ ہر دم دستگیر — ہوگی مشکل حل یقین ہے غوثِ عالم دستگیر

سب کے تم حاجت روا ہو یا محی الدین پیر

جو مئی حب جناب غوث سے مخمور ہے
ہوئی سرخوش بادۂ عرفان سے اور مسرور ہے
خانۂ دل آفتاب عشق سے پرنور ہے
خالق جن و پری کا وہ بشر منظور ہے

تم پہ جو دل سے فدا ہو یا محی الدین پیر

تو جہازی قطب عالم مصطفیٰ کیواسطے
مشکلیں حل کیجئے مشکلکشا کیواسطے
شرم رکھنا حشر مین خیر النسا کیواسطے
شبر و الا شہید کربلا کیواسطے

رحم بر حال گدا ہو یا محی الدین پیر

عرض کرتا ہے جناب پاک مین قطب زمان
عبد قادر ابن محی الدین سے و فاختہ جان
آرزوئے دل بر آوے ہو بلاؤن سے امان
زندہ دل ہو جاؤن میں سیر الجنت ہو جاوے جوان

آپ کی چشم عطا ہو یا محی الدین پیر ؛

تمام شد

طریق نماز دوگانہ یازدہ گامی

ہر چند کہ طریقے اسکے مشائخین کے نزدیک بہت ہیں مگر جو مناقب غوثیہ مین خلاصۃ القادری شیخ شہاب الدین سے منقول ہی وہ یہہ ہے کہ اگر کوئی مہم پیش آوے اوچاہئے کہ مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اسطرح پر کہ نیت کرتا ہون دو رکعت نماز صلوٰۃ الاسرار کی تقربا للہ تعالیٰ " والقطاعا عن غیرہ منہہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر اور دونون رکعتون مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ بار پڑھے اور بعد سلام کے درود پڑھے اور گیارہ قدم عراق کی طرف

درمیان چہارم اور تر کے چلے اور ہر قدم پر ایک نام حضرت کے گیارہ ناموں سے کہے وہ گیارہ
نام یہہ ہیں یا حضرت سید محی الدین عبدالقادر گیلانی یا شیخ محی الدین سید عبدالقادر گیلانی
یا قطب محی الدین سید عبدالقادر گیلانی یا شاہ محی الدین سید عبدالقادر گیلانی
یا قطب اعظم محی الدین سید عبدالقادر گیلانی یا غوث اعظم محی الدین سید عبدالقادر گیلانی
یا خواجہ محی الدین سید عبدالقادر گیلانی یا مولانا محی الدین سید عبدالقادر گیلانی یا ولی محی الدین
عبدالقادر گیلانی یا عارف باللہ محی الدین سید عبدالقادر گیلانی یا مخدوم محی الدین سید
عبدالقادر گیلانی پھر گیارہ قدم کے بعد کھڑا ہو کر آواز بلند پکارے یا حضرت غوث
الصمدانی یا سید محی الدین عبدالقادر گیلانی اِنِّیْ عَبْدُكَ وَمُرِیْدُكَ مَظْلُوْمٌ عَاجِزٌ
مُحْتَاجٌ اِلَیْكَ فِیْ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مدد کن و
فریادرس بِاِذْنِ اللّٰهِ وَبِحَجَّةِ اللّٰهِ وَبِرَضَاءِ اللّٰهِ حاجتی هٰذِهٖ اور حاجت
کو بیان کرے وہ حاجت روا ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ مجرب و آزمودہ ہے

طریق فاتحہ کا آپکی روح مبارک پر روائے حاجت کیواسطے کہ بزرگان
دین سے ماثور ہے یہہ ہے کہ پہلے یہہ کہے بروح پاک قطب العالمین سلطان المحبوبین غوث اعظم
محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی العراقی بادشاہ سپید باز اللہ پھر گیارہ نام آپکے کہے
سید محی الدین شیخ محی الدین ولی محی الدین بادشاہ محی الدین مخدوم محی الدین مولانا

محی الدین خواجہ محی الدین سلطان محی الدین درویش محی الدین فقیر محی الدین غریب محی الدین

پھر آٹھ بار سورۂ فاتحہ اور گیارہ بار سورۂ اخلاص اور تین بار درود شریف پڑھے اور حاجت اپنی اللہ سے طلب کرے اور شیرینی گیارہ کوڑی یا گیارہ دمڑی کی نیاز کر کے تقسیم کر دے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ حاجت اسکی پوری ہوگی الحمد للہ ولیہ الصلوٰۃ علی نبیہ وعلی آلہ وصحبہ والسلام علی الاجمعین تمت

یا ارحم الراحمین

تمت الکتاب

تاریخہائے تصنیف کتاب ہذا

از جناب سیادت مآب سید مولوی قطب الدین صاحب قطب تخلص حنفی الچشتی الفخری النظامی الدہلوی کہ از ہر مصرعہ مادۂ تاریخ برمی آید و نیز در صنعت ذو قافیتین

خوشا مجلس نامی آن وفا — سخندان مشفق فصاحت بیان
سنہ ۱۲۷۸ فصلی — سنہ ۱۹۲۷ سمت

شگفتہ گل فکر عالی زہے — دل آرا کلامش لطافت عیان
سنہ ۱۲۸۸ ہجریہ — سنہ ۱۲۷۸ فصلی

کہ در عصر خود رشک سحبان وفا — شد از کلام ملاحت نشان
سنہ ۱۹۲۷ سمت — سنہ ۱۲۸۸ ہجریہ

صدا داد ہاتف بتاریخ نیز — کلام وفا پر بلاغت بدان
سنہ ۱۸۷۱ ع — سنہ ۱۸۷۱ ع

از جناب سید فقیر محمد صاحب ولد جناب سید غلام حسین صاحب بخاری
فدا تخلص شاگرد جناب محمد منظور منظور تخلص

واہ وفا کی فکر رسا کیا خوب ہی مجلس لکھی ہے ‏ ‏ مدح جناب غوث الاعظم توشۂ راہ عقبیٰ ہے

تجھکو بھی شاید روزِ جزا اجر اسکا کرے حق نیک عطا ‏ ‏ لکھدے فدا اب تاریخ اسکی ہر اک مضمون عالی ہے

۱۲۸۸ ہجری

ایضاً در صنعت توشیح

غوث الاعظم کی وہ چھپی مجلس ‏ ‏ روح کو فرح ہو جس سے دلا

فکر سے دیکھکر فدا نے کہا ‏ ‏ حرف حرف اسکا ہے سرور فزا

ایضاً تاریخ عیسوی

واہ وفا نے لکھی مدح سید اولیا ‏ ‏ شرق سے لے غرب تک شہرہ جہانمیں ہوا

فکر ہوئی سال کی تب یہہ فلک نے کہا ‏ ‏ پائے عدو کر کے قطع از سر فہم و ذکا

عیسوی تاریخ کا مادہ لکھدے فدا ‏ ‏ خوب ہے صل علی مجلس غوث الورا

۱۸۷۱ع

از طبع زاد شاعر نیک اعتقاد حاجی ابراہیم صاحب تخلص آرزو شاگرد وفا

جہانمیں کیوں نہ ہو شہرہ وفا کا ‏ ‏ ہوا مداح وہ غوث الورا کا

سعادت کے فلک پر اخترِ نیک ‏ ‏ درخشاں ہوگیا اُس با صفا کا

چراغ عقل ہی اسکا منور
وہ ہے محبوب محبوب خدا کا
لکھا شق القمر کا معجزہ بھی
گمان ہے جیسے باغ پر فضا کا
مگر اک اندنون مجلس کہ جسمیں
کہ جسمین حال ہے غوث الوریٰ کا
اسے قطب سخن کہنا بجا ہے
کھلا نہ اس گھڑی بیک صبا کا

ثنا خوان ہے سراج الاولیا کا
لکھے ہین نعت مین رنگین دو دیوان
کہ جس مین ہے بیان شمس الضحیٰ کا
یہہ تالیف اور وہ تصنیف ہے شیخ
گمان ہے بزم انجم کی ضیا کا
ستارے لفظ ہین اور آسمان ہے
وہ ہی مدحت سرا غوث الوریٰ کا
ادب سے آرزو تاریخ لکھدے

مدیح آل و اصحاب نبی ہے
وہ ہراک گل ہے باغ مصطفےٰ کا
کتاب اک اور ہے گلزار احمد
ہراک مین وصف ہی خیر الوریٰ کا
لکھی ہے خوب اسنے اسی مجموعہ
ہراک صفحہ کتاب پر ضیا کا
وہ مجلس دیکھکر کی فکر تاریخ
ہی باغ مدح قطب الاولیا کا

١٢٨٦

از جناب ملا عبد الرحمن صاحب کوثر تخلص شاگرد وفا

صاحب فکر متین معجز بیان
بحر مواج لمعانی خوش لقب
مہربان ہین اور کرم فرما ہیں
مجلس غوث الوریٰ محبوب رب
ہو یہہ مقبول جناب غوث پاک
ہین محی الدین لکھے انیک آپ

کان الطاف و کرم عالی نسب
ہین بہار گلشن زمر سخن
صاحب دیوان وہ ہے خوش لقب
جسکا ہر صفحہ ہے رشک آئینہ
ہی دعا میری خدایا روز و شب
مجھسے فرمانے لگے وہ خوش بیان

گوہر نایاب دریائے سخن
بلبل باغ مضامین عجب
اندنون تصنیف کی ہی فیض عام
صاف لکھے جسمین وصف پیر سب
شیخ عبد القادر آنکا نام ہے
کر رقم تاریخ ہجری خوب اب

یہہ نوید فرحت افزا سنتے ہی | فکر مین کرنے لگا خوش ہوکے تب | بلبل دل نے کہا کوترجھے

غنچۂ پر ہیدا لکھہ با ادب
۱۲۸۸

تمام شد

رحمتِ نامتناہی پروردگار اور طفیل حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار واصحابہ الاخیار سے یہہ کتاب مستطاب گنجینۂ فیوضات مسمیٰ بہ صداقت الکرامات المشتہر بہ محفل ستر ہوین توصیف مین حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر گیلانی دامت برکاتہ کی اہتمام اور سعی بلیغ سے حضرت قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب پلبندر کے مطبع محمدی مین تاریخ ۹ ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۸ ہجری کو چھپی